HAVE A NICE NIGHT

لیجئے حسبِ وعدہ تیسرا ناول پیش خدمت ہے۔ گذشتہ دو ناول جنون اور سفید خون بے پناہ پسند کیے گئے۔ زیرِ نظر ناول اس یقین کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئے گا۔ میں یہ دعویٰ کرنے میں یوں بھی حق بجانب ہوں کہ ناول کو جاسوسی ناولوں کے بے تاج بادشاہ جیمز ہیڈلے چیز نے تحریر کیا ہے۔ یہ ناول پہلی مرتبہ اردو میں شائع ہو رہا ہے۔ ناول ابتدا ہی سے قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور آخر تک اس کا دل دھڑکتا رہتا ہے۔ میں نے ناول کے غیر ضروری حصے حذف کر دیے ہیں اور یوں یہ ناول بے حد دلچسپ اور سنسنی خیز ہو گیا ہے۔ آپ سے ایک اجازت لینی ہے۔ میں نے ایک انتہائی تیز اور دلچسپ ناول منتخب کیا ہے جو تلخیص کے بعد بھی ڈائجسٹ کے دو سو صفحات لے جائے گا۔ میں اس ناول کو دو حصوں میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اکثریت کی رائے مثبت ہوئی تو اسے پیش کر دیا جائیگا۔ ناول کے بارے میں آپ کی رائے کا بے چینی سے منتظر رہوں گا۔

(اقبال پاریکھ)

HAVE A NICE NIGHT

JAMES HADLEY CHASE

بندرگاہ کے علاقے میں ایک نیم تاریک ریستوران کے ایک گوشے کی میز پر دو نوجوان بیٹھے سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ ریستوران میں اس وقت ایک منیجر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ دو تین افراد پیچھے باورچی خانے میں صفائی وغیرہ میں مصروف تھے۔

دائیں جانب بیٹھے ہوئے فربہی مائل سیاہ گھنگھریالے بالوں والے شخص کا نام ایڈ ہیڈن تھا۔ یہ شخص چوروں اور لٹیروں کا بے تاج بادشاہ تھا۔ ریٹائرڈ بزنس مین کی طرح ٹھاٹ دار شاہانہ زندگی گزارتا تھا۔ وہ باقاعدگی سے حکومت کو ٹیکس بھی ادا کرتا تھا۔ اس کے مکانات دنیا کے کئی مختلف مشہور شہروں میں تھے۔ منصوبہ سازی میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس نے کئی ایک کامیاب وارداتیں کی تھیں اور پولیس ہاتھ ملتی رہ گئی تھی۔ اس نے ماہر ترین چوروں کا گروپ بنا رکھا تھا اور وقتاً فوقتاً ان سے کام لیتا رہتا تھا۔ ایڈ کی شخصیت سحر انگیز اور پراثر تھی اور کوئی بھی اسے دیکھ کر چوروں کا سردار نہیں کہہ سکتا تھا۔ مضبوط جسامت کے دراز قد ایڈ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ ایڈ کے برابر بیٹھے ہوئے شخص کا نام لیو بیراڈی تھا۔ وہ زیریں دنیا کا ماہر ترین چور اور قفل شکن سمجھا جاتا تھا۔ دنیا کا انتہائی مشکل اور پیچیدہ تالا بھی اس کے آگے جواب دے جاتا تھا۔ ایڈ کی نسبت وہ دبلا پتلا تھا۔ مگر جثہ اس کا بھاری تھا۔ عمر اس کی پینتیس برس تھی مگر وہ ستائیس اٹھائیس سال سے زیادہ کا نہیں لگتا تھا۔ قفل شکنی کے علاوہ وہ بہروپ بدلنے کا بھی ماہر تھا...

میک اپ کے سلسلے میں اس نے کئی چیزیں ایجاد کی تھیں۔ ان چیزوں سے وہ تھوڑی ہی دیر میں اپنی شخصیت بدل لیتا تھا۔ اپنے اسی فن کی بدولت پولیس میں اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں تھا۔ وہ ہر جرم سے پہلے ایک نیا چہرہ اپنے چہرے پر سجا لیتا تھا۔

چائے کے بعد ایڈ نے سگار سلگا لیا اور ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ لیو تھوڑی دیر تو اس کے چہرے کو بغور دیکھتا رہا، پھر بولا: "تم نے شاید مجھے کسی کام سے بلایا ہے؟"

"میں بے کار اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔" ایڈ نے کہا۔

"اس بار جو منصوبہ میرے ذہن میں آیا ہے۔ وہ کامیاب ہو گیا تو میرے وارے کے نیارے ہو جائیں گے۔ اس منصوبے پر خاص محنت کرنا ہو گی۔ اس کے ہر پہلو پر غور کرنا ہو گا اور سوچ سمجھ کے ہر قدم اٹھانا پڑے گا۔ مجھے اس کے لیے ایک مستعد اور ذہین ٹیم ترتیب دینی پڑے گی۔ تمہارا نام سرفہرست ہے۔ تم اگلے تین چار ہفتے مصروف تو نہیں ہو؟"

"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ تمہاری خاطر میں اپنی ہر مصروفیت ترک کر سکتا ہوں۔" لیو نے سنجیدگی سے کہا۔

"شکریہ لیو!" ایڈ نے کہا۔ "یہ تم تو جانتے ہی ہو کہ جب میں کوئی منصوبہ بناتا ہوں تو تمہیں لمبی رقم ملتی ہے۔ اب میری بات غور سے سنو! ایک واردات کے سلسلے میں میرا قیام پیراڈائز سٹی کے عالیشان ہوٹل ریونز میں رہا تھا۔ میں وہاں تین روز رہا تھا اور اس عرصے میں میرے ہزاروں ڈالر خرچ ہو گئے تھے۔ ہوٹل ریونز یا شاید دنیا کا سب سے خوبصورت اور مہنگا ترین ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل میں کمرے نہیں ہیں بلکہ کئی کمروں پر مشتمل فلیٹس ہیں۔ ہوٹل کی سروس شاندار ہے اور وہاں مقیم ہر فرد پر انفرادی توجہ دی جاتی ہے۔ وہاں صرف لکھ پتی اور کروڑ پتی لوگ ٹھہرتے ہیں۔ وہاں مہینوں پہلے فلیٹ بک کرانا پڑتا ہے۔ وہاں رہائش کے دوران مجھے کئی کام کی باتیں معلوم ہوئی تھیں۔ ہوٹل ریونز کا مالک جیان نامی ایک فرانسیسی ادھیڑ عمر شخص ہے۔ جیان انتہائی کاروباری ہے۔ ہوٹل سے متعلق وہ چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتا ہے۔ پرکشش اور رعب دار شخصیت کا مالک ہے۔ امیروں کے چونچلوں سے بخوبی واقف ہے۔ اس نے دنیا بھر سے مختلف شعبوں کے ماہر ترین افراد اپنے ہوٹل میں جمع کر رکھے ہیں۔ سب سے کم کرائے کے فلیٹ نچلی منزل پر ہیں۔ تین کمروں کے ان چھوٹے فلیٹوں کا کرایہ یومیہ پانچ ہزار ڈالر ہے۔ سستا تم نے! اوپر کی منزلوں کے فلیٹ تو ملتے ہی نہیں ہیں۔ سارا سال بک رہتے ہیں۔ میں نے ہوٹل کو خوب گھوم پھر کے دیکھا تھا۔ اگر میں ہوٹل کی خوبیاں گنوانے بیٹھ جاؤں تو گھنٹوں لگ جائیں گے۔ تین تو ریستوران ہیں اور سوئمنگ پول تو اتنا اچھا ہے کہ تم دیکھ کے دنگ رہ جاؤ گے۔ دنیا بھر کے دولت مند وہاں شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہیں۔ سبھی اپنے قیمتی زیورات اور ملبوسات کی نمائش کرتے ہیں اور اپنی امارت کا رعب جھاڑتے ہیں۔ انسانی فطرت بھی یہی ہے۔ وہاں ہر فرد دوسرے فرد پر اپنی برتری ثابت کرنے پر تلا رہتا ہے۔ بگڑی ہوئی امیر عورتیں ہزاروں ڈالرز کے زیورات پہنے رہتی ہیں۔ مجھے ہوٹل کے مرکزی ریستوران میں کھانا کھانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں وہاں کی رونق اور چمک دمک دیکھ کے حیران رہ گیا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ ان عورتوں نے مجموعی طور پر پینتیس چالیس لاکھ کے زیورات پہن رکھے تھے۔"

"چالیس لاکھ ڈالر کے زیورات؟" لیو نے پوچھا۔

"یہ میرا محتاط اندازہ ہے۔ اس سے زیادہ بھی مالیت کے ہوں گے۔ میں اس ہوٹل میں ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہوں۔"

لیو نے سر کھجاتے ہوئے کہا: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایڈ؟ ہوٹل ریونز میں ہم کس طرح ڈاکہ ماریں گے؟"

"لیو تمہارے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ تمہارے بڑے سے سر میں بھیجا بالکل نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم دونوں کی گاڑی چل رہی ہے۔ میں منصوبہ بناتا ہوں اور تم اس پر عمل کرتے ہو۔"

"گویا ہمیں چالیس لاکھ ڈالر حاصل ہوں گے۔" لیو نے کہا: "اس

"میں سے میرا حصّہ کتنا ہوگا؟"

"چالیس میں سے پندرہ لاکھ تمہارے ہوں گے۔" ایڈی نے کہا۔ "تمام اخراجات میں ادا کروں گا۔ ٹھیک ہے نا؟"

"یہ ایک مسئلہ ہے۔" ایڈی نے کہا۔ "ہیرا ڈائمز سٹی کی پولیس مستعد اور قابل ہے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائے گی۔ وہ وفاقی اور ریاستی پولیس کے تعاون سے پورے شہر کو کھنگال دیں گے۔ اس مرحلے پر مال کے ساتھ شہر سے نکلنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ میں نے اسی لیے کین کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے اس سے بات کرنی پڑے گی۔ ہمیں کین سے زیادہ اچھا خریدار نہیں ملے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" لیو نے کہا۔ "ڈکیتی کی نوعیت کیا ہوگی؟ ہم اتنے مہمانوں کے زیورات وغیرہ کیسے حاصل کریں گے؟"

ایڈی نے ہاتھ کے اشارے سے ویٹر کو بلا کے مشروب کا آرڈر دے دیا اور بولا۔ "ہوٹل روز میں قیام کے دوران میری ملاقات ایک تنہائی کی ماری بڑھیا سے ہوئی تھی۔ وہ مجھے اپنے آنجہانی شوہر اور اس کی لاکھوں کی جائداد کے بارے میں بتاتی رہی پھر اس نے ایک ایسی بات کہی جس سے میں اس کی باتوں میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ سال میں ایک ماہ ہوٹل روز میں ٹھہرتی ہے اور ہر اعتبار سے مطمئن اور آسودہ رہتی ہے۔ اس نے ہوٹل کی شان میں ایک طویل قصیدہ پڑھنے کے بعد بتایا کہ ہوٹل روز کے حفاظتی انتظامات بہت اچھے ہیں۔ ہر مہمان کو اس کی آمد کے فوراً ہی بعد سیاہ رنگ کا ایک۔۔۔ خوبصورت بکس دیا جاتا ہے۔ جو مخصوص نمبر سے کھلتا اور بند ہوتا ہے اس نمبر کا علم صرف مہمان کو ہوتا ہے۔ مہمان سونے سے پہلے اپنے زیورات نقدی اور دیگر قیمتی چیزیں بکس میں رکھ کے لاک کر دیتے ہیں اور دو مسلح محافظ بکس ان سے لے کے رسید دے جاتے ہیں۔"

لیو نے مسکرا کے کہا۔ "نمبر والے تالوں کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں انہیں بائیں ہاتھ سے کھول سکتا ہوں۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم انہیں کھول لوگے۔ یہ بکس ایک بڑی تجوری میں لیجا کے رکھ دیئے جاتے ہیں اور اس تجوری کا پتہ لگانا تمہارا کام ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ کام زیادہ مشکل نہیں ہے۔ مجھے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتاؤ۔"

"روز ہوٹل نے دو نوجوان اور مستعد جاسوسوں کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ جو باری باری ہوٹل کے اندر گشت پر رہتے ہیں۔ صبح نو بجے دو مسلح محافظ ہوٹل پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی ڈیوٹی رات دو بجے تک ہوتی ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب ہوٹل کی رونقیں ماند پڑنے لگتی ہیں۔ اکا دکا شبینہ کلبوں سے پیے ہو جانے تک آتے رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے تجوری توڑنے کا صحیح وقت تین بجے کا رہے گا۔ اس سے زیادہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تفصیلات معلوم کرنا تمہارا کام ہوگا۔"

"تمہارا مطلب ہے مجھے ہوٹل میں قیام کرنا ہوگا؟"

"اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ میں نے ایک ٹریول ایجنٹ کے ذریعے نچلی منزل کا ایک فلیٹ تمہارے لیے محفوظ کرا لیا ہے۔ خاصی بڑی رقم میں نے پیشگی جمع کروا دی ہے لہٰذا تمہیں پریشانی نہیں ہوگی تم آنے والی پیر کو مسٹر وان کارنیلیس کے نام سے ہوٹل منتقل ہو جاؤ گے۔ تمہارے لیے نئے ماڈل کی ایک بے حد قیمتی گاڑی کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ تمہارے ارد گرد دولت مند لوگ ہوں گے اور تمہیں انہی کے انداز میں رہنا ہوگا۔ میرا خیال ہے تمہیں وہاں ستر سالہ بوڑھا اپاہج کے روپ میں پہیوں والی کرسی پر جانا چاہیئے۔ تمہارے ساتھ ایک ملازم ہوگا۔ جو تمہاری کرسی کو دھکیلے گا اور دیگر ضروریات پوری کرے گا۔ مہمانوں سے بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں ہے زیادہ تر اپنے کمرے میں رہنا۔ فلیٹ کا کرایہ مجھے پچیس ہزار ڈالر دینا پڑے گا۔ کھانا اس میں شامل نہیں ہے۔ ممکن ہے تاخیر کی صورت میں کچھ زیادہ ہی خرچ ہو جائے۔ شراب کو ہاتھ بھی مت لگانا۔ کھانے میں ہر ممکن احتیاط رکھنا ورنہ میرا کباڑا ہو جائے گا۔ دوپہر کے کھانے میں تم اپنے کمرے میں

ہی ہلکی پھلکی چیزیں منگوا لینا لیکن رات کا کھانا تمہیں مرکزی ریستوران میں کھانا ہوگا تاکہ تم مہمان خواتین کے زیورات دیکھ سکو۔ تمہارا کام تجوری کا پتہ لگا کے اس میں جھاڑو پھیرنا ہوگا۔ ہمیں ایک مستعد اور ذہین شخص کی ضرورت ہوگی جو گاڑی چلا سکے اور ہوٹل کے عملے سے گھل مل سکے۔ وہ تجوری کا پتہ چلانے میں تمہاری مدد کرے گا اور وقت پڑنے پر مال اڑانے میں تمہارا ساتھ دے گا۔ یہ تو منصوبے کا خاکہ ہے۔ ٹکڑے ہیں جنہیں ترتیب سے جوڑنا ہوگا۔ مسلح محافظوں اور ہوٹل کے جاسوسوں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ان کا بندوبست کر لیا ہے۔"

"پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔" لیو نے کہا۔ "اب رہا میرے ملازم کا معاملہ تو میری رائے یہ ہے کہ میرے ساتھ ایک خوبصورت نرس ہونی چاہیئے۔ تمہاری اپاہج بوڑھے والی تجویز بہت اچھی ہے۔ اس طرح میں ہوٹل کا آخری فرد ہوں گا جس پر پولیس شک کرے گی اور تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ مال اڑانے کے لیے مجھے ڈرائیور کی مدد درکار ہوگی۔ خوبصورت اور پرکشش نرس ہوگی تو معلومات حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ وہ ہوٹل میں آزادانہ گھوم پھر سکے گی اور یوں ہمیں تمام جزئیات تک کا علم ہو جائے گا۔"

"تم اپنی کسی محبوبہ کو تو اڑانا نہیں چاہتے؟" ایڈ نے پوچھا۔

"ہاں وہ ایسی ہے کہ دیکھتے ہی لوگ دل تھام کے رہ جاتے ہیں۔ تم دیکھنا وہ کیا کمال دکھاتی ہے۔ اس کام کے لیے وہ بالکل موزوں ہے۔"

ایڈ نے لاپرواہی کے انداز میں شانے اچکائے اور بولا "ٹھیک ہے میں ڈرائیور کا مسئلہ حل کیے دیتا ہوں۔ نرس کو تم سنبھال لو۔"

"ٹھیک ہے یہ بتاؤ تم نے مسلح محافظوں اور جاسوسوں کا کیا بندوبست کیا ہے؟"

ایڈ نے بریف کیس اٹھا کے میز پہ رکھا اور گرد و پیش میں نظریں دوڑائیں۔ منیجر جاسوسی کہانیوں کا ایک رسالہ پڑھ رہا تھا۔ اس نے بریف کیس کھول کے ایک چھوٹا سا کھلونا پستول نکالا اور بولا "اس پستول پر میری لمبی رقم خرچ ہوئی ہے۔ پستول میں چھ ننھی سوئیاں ڈالی گئی ہیں۔ یہ سوئیاں ایک زود اثر خواب آور دوا میں ایک طویل عرصے تک رکھی گئی ہیں۔ ٹریگر دبانے سے سوئی پستول سے نکلے گی اور شکار کے جسم میں پیوست ہو جائے گی اور اسے یوں محسوس ہوگا جیسے کسی مچھر نے کاٹ لیا ہو۔ سوئی پیوست ہونے کے دس پندرہ سیکنڈ بعد ہی وہ گر جائے گا اور اگلے چھ گھنٹے مزے کی نیند سو جائے گا۔ پستول خودکار ہے تمہیں صرف محافظ کا نشانہ لے کے ٹریگر دبانا ہوگا۔"

لیو حیرت سے منہ کھولے اس عجیب پستول کو دیکھ رہا تھا۔

وہ تعجب خیز لہجے میں بولا: "تمہارا مطلب ہے یہ سوئی سیدھی محافظ کے جسم میں جا گھسے گی اور وہ چھ گھنٹے سوتا رہے گا؟"

"تمہارا کیا خیال ہے۔ میں مذاق کر رہا ہوں؟ تم احمق ہو لیو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ میں جدید انداز میں کام کرتا ہوں۔ خیر میں تمہارے لیے ایک ماہر نشانے باز کا بندوبست کر دوں گا جو ڈرائیور کے فرائض بھی ادا کرے گا، تجوری سے مال اڑانے میں وہ تمہاری مدد کرے گا"

لیو نے تعریفی انداز میں ایڈ کو دیکھتے ہوئے کہا "تمہارا جواب نہیں ایڈ۔ میں تو شروع ہی سے تمہاری ذہانت کا قائل ہوں۔"

"رہنے دو یار، کام کی بات کرو۔ کیا تم سنیچر کی دوپہر میامی کے سی بیچ ہوٹل میں مل سکتے ہو؟ وہاں ہم تفصیلات طے کر لیں گے اس وقت تک تم وہاں ہوٹل روز میں منتقل ہو چکے ہو گے۔ ٹھیک ہے نا؟"

"بالکل ٹھیک ہے۔" لیو نے کہا۔

ایڈ نے پستول زانو پہ رکھا اور ریستوران کے موٹے منیجر کو آنے کا اشارہ کیا اور دھیمی آواز میں بولا "اب میں تمہیں ایک تماشا دکھاؤں گا۔ اس طرح تمہیں پستول کی شاندار کارکردگی کا یقین بھی آ جائے گا۔"

موٹا اور بھدا منیجر ان کے پاس آیا تو ایڈ نے دس ڈالر کا نوٹ اس کے حوالے کیا۔ منیجر نے شکریہ ادا کیا اور پلٹ کے کاؤنٹر کی طرف جانے لگا۔ ایڈ نے اس کے موٹے کولہے کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔ بہت ہلکی سی آواز سنائی دی۔ منیجر نے غصے سے کولہے پہ ہاتھ مارا اور پلٹ کے ایڈ کو دیکھنے لگا جو پستول بریف کیس میں رکھنے کے بعد اسے بند کر رہا تھا۔ پھر وہ خراماں خراماں کاؤنٹر کی طرف جانے لگا۔ ابھی وہ کاؤنٹر سے دور ہی تھا کہ بری طرح لڑکھڑایا اور فرش پہ ڈھیر ہو گیا۔

ایڈ نپے تلے قدم اٹھاتا بے حس و حرکت لیٹے ہوئے منیجر کے پاس پہنچا اور جھک کے بمشکل تمام اس کے کولہے سے سوئی نکال لی۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ موٹا ٹھیک رہے گا؟" لیو نے پوچھا۔

"مجھے پورا یقین ہے۔ آؤ اب چلتے ہیں۔"

وہ دونوں صدر دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ موٹے منیجر کے خراٹے ریستوران میں گونجنے لگے۔

△

چودہ برس کی عمر سے میگی کو مردوں کی رفاقت حاصل رہی تھی اور اب چوبیس برس کی عمر میں وہ فتنہ بن چکی تھی۔ وہ نیویارک کی صفِ اوّل کی ماڈل بن چکی تھی۔ اس کی تصویریں فیشن کے رنگا رنگ رسالوں میں چھپتی تھیں اور فوٹوگرافر اس کے آگے پیچھے پھرتے تھے حسین و جمیل میگی اپنی فطری گرم جوشی اور خلوص سے مردوں کو دیوانہ

بنا دیتی تھی۔ میگی نے دو تین سال تیسرے درجے کی گھٹیا طوائف کے انداز میں گزارے تھے۔ وہ ہر ایسے غیرے کو لفٹ کراتی تھی مگر اب اس کے چاہنے والے چند مخصوص لوگ تھے۔ جو اس کی تمام ضروریات پوری کر دیتے تھے۔ پھر میگی کی ملاقات لیو سے ہوئی تھی اور زندگی میں پہلی بار وہ ایک مرد کو چاہنے لگی تھی۔ لیو نے اپنا چوری کا پیشہ اس سے چھپا رکھا تھا۔ لیو نے اسے اپنے تین کمروں کے فلیٹ میں رہنے کی پیشکش کی تھی۔ وہ اس کے مردوں سے ملنے پر بھی معترض نہیں ہوتا تھا۔ قدرے ہچکچاہٹ کے بعد میگی نے یہ پیشکش قبول کر لی تھی۔ وہ لیو کو جنون کی حد تک چاہتی تھی۔

لیو نے سوچا تھا کہ اس بار وہ اپنی اصلیت سے میگی کو آگاہ کر دے گا۔ اس کے بغیر وہ اسے اپنے منصوبے میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔ میگی کے علاوہ کوئی اور لڑکی اس کی نظر میں نہیں تھی جو نرس کا کردار ادا کر سکتی۔ بہت سوچ بچار کے بعد لیو نے تمام پتے میگی کے سامنے رکھ دیئے۔ وہ اسے ایک عالیشان ریستوران میں لے گیا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اصل موضوع پر آ گیا۔ پہلے تو اس نے میگی کو اپنے بارے میں بتایا اور پھر منصوبے کی جزئیات سمجھانے لگا۔ میگی پُرجوش دکھائی دینے لگی۔ اس کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے ہوٹل رونہ میں ٹھہرنا نصیب ہوگا۔

"سکون سے میری بات سنو میگی۔ کیا تم اس کام میں شریک ہونا چاہتی ہو؟"

"میں اتنی احمق نہیں ہوں کہ اتنی اچھی پیشکش کو ٹھکرا دوں۔ میں تمہارا ساتھ دوں گی لیو۔ میں تمہارے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی دے سکتی ہوں۔ میں تم سے جنون کی حد تک پیار کرتی ہوں تم نے خود کو نوادرات کا بیوپاری ظاہر کیا تھا۔ مگر میں پہلے ہی سمجھتی تھی کہ تم کوئی اور کام کرتے ہو۔ برسوں پہلے پرانے فرنیچر کا ایک ڈیلر مجھ سے ٹکرا گیا تھا۔ رات بھر وہ پیار و محبت کی باتوں کی بجائے پرانے فرنیچر کے بارے میں بولتا رہا تھا۔ تم چوریاں کرتے ہو لیو۔ رابن ہڈ کی طرح امیروں کو لوٹ کے غریبوں کو دیتے ہو نا؟"

لیو نے ایک سرد آہ بھری اور بولا۔ "میں امیروں کو لوٹتا ضرور ہوں مگر مال غریبوں میں تقسیم کرنے کی بجائے اپنی جیب میں رکھ لیتا ہوں۔"

"تم بہت اچھا کرتے ہو لیو۔ میں نے کئی بار رابن ہڈ کے بارے میں سوچا تھا کہ اسے اپنا دماغی معائنہ کروانا چاہئے تھا۔ اپنی محنت کی کمائی کسی اور کو دے دینا پاگل پن ہی تو ہے۔ ایک بار میں ایک شرابی کو اپنے گھر لے گئی تھی جب وہ سو گیا تو میں نے اس کے بٹوے میں سے پانچ سو ڈالر نکال لیے تھے۔ اس کا مطلب ہے۔ میں بھی چور ہوئی نا؟"

"ہمیں اس منصوبے سے کم از کم پندرہ لاکھ ڈالر حاصل ہوں گے۔" لیو نے کہا۔ "رقم ہاتھ آتے ہی ہم شادی کر لیں گے۔"

"یہ تو میں کئی مہینوں سے سن رہی ہوں۔ تم یہ بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"میں ہوٹل رونہ میں ایک بوڑھے اپاہج کے روپ میں پہیوں والی کرسی پر جاؤں گا۔ تم میری نرس کا کردار ادا کرو گی۔ نرس کی وردی میں تم آفت لگو گی۔"

میگی کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ پُرجوش لہجے میں بولی۔ "مجھے تمہاری نرس بن کے بے حد خوشی ہو گی۔ اس طرح میری نرس بننے کی دیرینہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ مجھے ایک بوڑھے اور اپاہج دولت مند کی مدد کر کے بڑی خوشی ہو گی!"

لیو نے اپنی بے چینی پر بمشکل قابو پایا اور بولا۔ "تمہارا کام بڑی تجوری کا پتہ لگانا ہوگا۔ تم ہوٹل کے عملے سے گھل مل جاؤ گی۔ ہوٹل کے دونوں جاسوس تمہارے خاص شکار ہوں گے۔ تمہیں انہیں اپنی زلفوں کے جال میں پھانسنا ہوگا:"

میگی نے تالی بجا کے لیو کی تجویز کا خیر مقدم کیا اور ایک

شتان بے نیازی سے بولی "فکر مت کرو جان۔ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں انھیں گھٹنوں سر کے بل اور ایک ٹانگ پہ کھڑے ہونے پہ مجبور کر سکتی ہوں۔"

لیو نے اس کافر ادا حسینہ کو دیکھتے ہوئے سوچا واقعی تمہارے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم بڑے سے بڑے زاہد اور متقی کی بڑی بدل سکتی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ہوٹل روز سے فتح مند لوٹیں گے

❋

آرٹ بنین نے اپنی زندگی کے بیس سنہرے برس امریکا کی مختلف جیلوں میں گزارے تھے اور اب پچاس سال کی عمر میں اس نتیجے پہ پہنچا تھا کہ جرائم سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ انسان نقصان ہی میں رہتا ہے۔ جیلوں میں آرٹ کی گرو گھنٹال لوگوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ سب ہر فن مولا لوگ اس کے بے تکلف دوست بن چکے تھے۔ ان ماہر فن دوستوں نے اسے ایک نیا پیشہ اختیار کرنے میں مدد دی تھی۔ آرٹ نے اپنی بیوی بریتھا کی مدد سے ایک فرم کھول لی تھی۔ اور ان دنوں بڑی کامیابی سے اسے چلا رہا تھا۔ فلمی دنیا میں کمپنیاں فلم سازوں کو ایکسٹرا عورتیں اور مرد سپلائی کرتی ہیں اور آرٹ ضرورت مندوں کو جرائم پیشہ افراد کی خدمات فراہم کرتا تھا وہ سر برآہ ہونے والے مجرم کا نام پتہ اور فون نمبر اپنے رجسٹر میں درج کر لیتا تھا۔ بڑے مجرم چھوٹے مجرموں سے تعاون آرٹ کے ذریعے حاصل کرتے تھے اور آرٹ کو کل معاوضے کا دس فیصد بطور کمیشن ملتا تھا۔ گذشتہ پانچ سالوں میں زیر زمین دنیا میں آرٹ کی فرم نے بڑا نام کمایا تھا۔ اس کا تمام کام ٹیلیفون کے ذریعے ہوتا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے سے دفتر میں صبح دس بجے سے شام دس بجے تک بیٹھتا تھا۔ فون کی گھنٹی کے بجنے کا انتظار کرتے ہوئے وہ سگریٹ پیتا رہتا یا پھر جاسوسی کہانیاں پڑھتا رہتا تھا۔ آرٹ کی بیوی دوسرے کمرے میں بیٹھی سویٹر بنتی رہتی تھی۔ بریتھا نے مختلف جرائم کے ماہر لوگوں کے کارڈز بنا رکھے تھے۔ آرٹ انٹر کام پر بریتھا کو شعبہ بتاتا تھا۔ اور وہ چند ہی لمحوں میں مطلوبہ شخص کا کارڈ لے آتی تھی اس کارڈ پر ساری تفصیل درج ہوتی تھی اور آرٹ ضرورت مند کو یہ تفصیل نوٹ کرا دیتا تھا۔ آرٹ نے اس فرم سے خاصی معقول دولت کمائی تھی اور مزے کی بات یہ تھی کہ اس کی آمدنی پہ ٹیکس بھی نہیں لگتا تھا۔ آرٹ کے دفتر کے دروازے پر لگے ہوئے بورڈ سے پتہ چلتا تھا کہ یہ ایک مذہبی تنظیم کا دفتر ہے یہی وجہ ہے کہ پولیس اس کے دفتر کا رخ نہیں کرتی تھی۔

آرٹ کے والدین اب اس دنیا میں نہیں تھے صرف ایک بھائی مائک تھا جو اس سے دس برس چھوٹا تھا۔ آرٹ نے سترہ برس کی عمر میں گھر چھوڑ دیا تھا اور پھر پانچ سال پہلے تک اس کی زندگی خوار ہی گزری تھی۔ والدین کے مرنے کے بعد مائک فوج میں بھرتی ہو گیا اور اب وہ ایک خاص قسم کا سارجنٹ تھا۔ آرٹ کو اپنے چھوٹے بھائی مائک سے بہت محبت تھی جس نے آج تک اس کی غیر قانونی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کی تھی وہ اکثر اس سے ملنے جیل آتا تھا۔ اس نے آرٹ کو کبھی اچھی راہ چلنے کا مشورہ دینے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی دونوں بھائیوں کے مابین ایک خاموش معاہدہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

آخری مرتبہ جیل سے رہا ہونے کے بعد آرٹ نے تہیہ کیا تھا کہ وہ اب کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ پھر آرٹ کی ملاقات چالیس سالہ موٹی اور بھدی بریتھا سے ہوئی تھی جس کا باپ قتل کے جرم میں عمر قید کاٹ رہا تھا۔ بریتھا کی ماں اپنے شوہر کے آہنی سلاخوں.. کے پیچھے جاتے ہی ایک شخص کے ساتھ بھاگ گئی تھی چند ہی ملاقاتوں میں آرٹ نے اسے پسند کر لیا تھا اور دونوں نے شادی کر لی تھی۔ اب وہ پرسکون اور خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کر رہے تھے۔

گذشتہ ایک ہفتے کی طرح آج بھی آرٹ صبح سے دفتر میں بیٹھا بور ہو رہا تھا اس کے فون کی گھنٹی بے صوت رہی تھی وہ اپنی زندگی کے تلخ و شیریں ایام کے بارے میں سوچ رہا تھا، اسے اپنے بھائی مائک کا خیال آیا تھا اور اس کے دل پر چوٹ سی پڑی تھی مائک کی زندگی میں ایک انقلاب آیا تھا اور وہ یہ کہ اس نے سارجنٹ بنتے ہی شادی کر لی تھی۔ آرٹ کی ملاقات اس کی بیوی مریم سے ایک ہی مرتبہ ہوئی تھی اور اس کے بارے میں آرٹ کا تاثر اچھا تھا مائک اپنی ازدواجی زندگی سے بہت مطمئن اور خوش تھا وہ اپنی بیوی مریم سے بہت پیار کرتا تھا مائک نے چھ سال قبل جیل میں ملاقات کے دوران اپنی شادی کی خوشخبری سنائی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ اور اس کی بیوی چھ بچوں کے خواہشمند ہیں جبکہ آرٹ بچوں کو وبال جان سمجھتا تھا۔ مائک کا تبادلہ کیلی فورنیا ہو گیا تھا۔ اور چند برسوں سے ان کا رابطہ منقطع ہو گیا تھا آرٹ اکثر سوچتا تھا کہ اس کا بھائی جانے کس حال میں ہو گا لیکن اس نے مائک کو کبھی خط نہیں لکھا تھا اور پھر کاروباری مصروفیات بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بن گئی تھیں۔

اب دو ہفتے قبل مائک کا فون آیا تھا۔ اس نے آرٹ سے ملنے کی.. خواہش ظاہر کی تھی۔ مائک کی آواز گھبرائی ہوئی سی تھی لہجے سے پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔ آرٹ نے اپنے بھائی کو فلیٹ پر آنے کی دعوت دی تھی مگر اس نے کسی اور جگہ تنہائی میں ملنے پر زور دیا تھا۔

"تنہائی کا انتظام تو کیا جا سکتا ہے" آرٹ نے کہا تھا "یہ

کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں چیری کو اس کی کسی سہیلی کے ہاں بھیج دوں گا۔ کیا بات ہے؟ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے؟"

"ہاں اور میں اسی بارے میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں" مائک نے کہا تھا "میں آج شام سات بجے تمھارے گھر آجاؤں گا۔"

اور اس شام مائک مقررہ وقت پر پہنچ گیا تھا۔ آرٹ پہلے تو اپنے بھائی کو پہچان نہیں پایا۔ پہلے کے اور اب کے مائک میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا تھا۔ اس کا وزن پچاس فیصد گھٹ گیا تھا۔ چہرے کی رونق جاتی رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے وہ ایک ٹوٹا پھوٹا اور تباہ حال شخص دکھائی دے رہا تھا۔ مائک نے اپنی بپتا جو سنائی وہ کچھ یوں تھی۔

شادی کے ایک برس بعد مائک کی حسین و جمیل بیوی نے ایک خوبصورت بچی کو جنم دیا تھا مگر اس کی گڑیا ایسی بیٹی نیم پاگل تھی۔ اس کا دماغ صحت مند بچوں کا سا نہیں تھا۔ مائک نے بچی کا نام چیری رکھا تھا۔ اور ہر طرح سے اس کا خیال رکھتا تھا۔ وہ اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ چیری ان بچوں میں سے تھی جو عمر بھر لکھنا نہیں سیکھ پاتے اور بہ دقت تمام بول پاتے ہیں اور پھر مائک پر غموں کا ایک اور پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اس کی بیوی کو ایک نامعلوم کار نے کچل کے ہلاک کر دیا اور یہ اندوہناک حادثہ محض تین ہفتے قبل ہوا تھا۔ نامکمل دماغ کی مالک چیری کی دیکھ بھال کے لیے اب وہ اکیلا رہ گیا تھا مائک نے اُسے اپنے دفتر کے نزدیک ذہنی طور پر پسماندگان بچوں کے اسکول اور ہوسٹل میں داخل کروا دیا تھا۔ اس نے اپنا فلیٹ چھوڑ دیا اور ایک فوجی بیرک میں رہنے لگا تھا۔ چیری کی پرورش اور تعلیم پر بہت پیسے خرچ ہو رہے تھے اور مائک بمشکل تمام گزارا کر رہا تھا۔

آرٹ اپنے بھائی کی اس بات سے بڑا متاثر ہوا تھا "تمھیں پیسوں کی ضرورت ہے مائک؟ میں تمھیں دے سکتا ہوں، بتاؤ کتنے پیسوں کی ضرورت ہے؟ مجھ سے جو ہو سکے گا، میں تمھارے لیے ضرور کروں گا۔"

"مجھے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے آرٹ" مائک نے کہا

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" آرٹ نے کہا "میں تمھیں دو تین ہزار ڈالر با آسانی دے سکتا ہوں۔"

"مجھے کم از کم پچاس ہزار ڈالر کی ضرورت ہے" مائک نے کہا تھا۔

آرٹ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بھائی کو یوں دیکھتا رہا تھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو اور بالآخر وہ چلا کے بولا تھا "تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟ اتنی بڑی رقم کا تم کیا کرو گے؟"

"چیری کی پرورش اور دیکھ بھال کے لیے مجھے یہ رقم درکار ہے میں نے اپنی جان سے زیادہ عزیز بیٹی کے ڈاکٹر سے بات کی تھی اس نے صاف اور واضح الفاظ میں مجھے بتا دیا تھا کہ چیری کا مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے اور وہ پندرہ برس سے زیادہ زندہ نہیں رہے گی اور اس عرصے میں اس کی دیکھ بھال کے لیے مجھے پچاس ہزار ڈالر درکار ہیں یہ رقم اس کی مختصر زندگی کے لیے کافی رہے گی۔"

"لیکن مائک! تم کما تو رہے ہو، پھر میں بھی تمھاری مدد کرتا رہوں گا اتنی بڑی رقم کا تم کیا کرو گے۔ تم چیری کے اخراجات ماہ بہ ماہ ادا کر سکتے ہو۔"

مائک نے ایک گہرا سانس لیا اور پرسکون آواز میں بولا "تم ٹھیک کہتے ہو آرٹ لیکن میں آئندہ پانچ چھ ماہ میں مر جاؤں گا میری زندگی کی ڈور ٹوٹنے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔"

آرٹ کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ مائک نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بتایا تھا کہ اسے کینسر ہے۔ گذشتہ دو برس سے اس کے سینے میں کبھی کبھار زور کا درد اٹھتا تھا جس کی اس نے کبھی پروا بھی نہیں کی تھی۔ بیوی کی موت کے بعد تو اس کے سینے کا درد ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ اسے اپنی بچی کی فکر بھی لاحق ہو گئی تھی۔ مجبوراً اس نے اپنے ڈاکٹر کو دکھایا اور اس نے اسے ایک ماہر کے پاس بھیج دیا۔ چند ہی روز قبل مائک نے اس ماہر ڈاکٹر کو دکھایا تھا اور اس نے مختلف ٹیسٹ لینے کے بعد اعلان کیا تھا کہ وہ چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔

بھائی کے کینسر کا سن کے آرٹ کو بہت دکھ ہوا تھا اور اس نے اپنے بھائی سے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا اور مائک نے جواب میں کہا تھا کہ اسے زبانی کلامی ہمدردی کی بجائے عملی مدد کی ضرورت ہے۔ اپنی بیٹی کے لیے وہ بڑے سے بڑا جرم کرنے پر تیار تھا۔ اسے اپنی محدود زندگی کی پروا نہیں تھی۔ چھ ماہ کے اندر اسے مر ہی جانا تھا اور اس سے پہلے وہ کسی بھی صورت میں پچاس ہزار ڈالر حاصل کر لینا چاہتا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ جرائم پیشہ افراد کے کسی بڑے گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہے تاکہ جلد از جلد پچاس ہزار ڈالر کما سکے۔ اس رقم کیلئے وہ کسی کو قتل بھی کر سکتا تھا وہ اطمینان اور سکون سے مرنا چاہتا تھا۔

آرٹ کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو سمجھایا کہ یہ بہت بڑی رقم ہے۔ پھر وہ جرائم کی دنیا میں ناتجربہ کار اور نوآموز تھا، پولیس کے ہاں اس کا ریکارڈ بھی نہیں تھا۔ آرٹ نے کئی دلیلیں اور تاویلیں پیش کیں۔ مگر مائک اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اس کے پاس اور کوئی راہ بھی نہیں تھی۔ اس نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ایک بھائی کی حیثیت سے اسے کوئی معقول

کام ڈھونڈنا ہوگا۔ مائک نے بتایا تھا کہ وہ ایک ماہ کی چھٹی پر ہے اور رمراڈور ہوٹل میں رہائش پذیر ہے۔

آرٹ نے اپنے بھائی کے لیے ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن اس کے جاننے والے ایک اناڑی اور نوآموز شخص کی خدمات حاصل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ آرٹ نے اپنے شیئرز اور بچت سرٹیفکیٹ وغیرہ بیچنے کے لیے سوچا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ بربھا کسی صورت میں اس امر کی اجازت نہیں دے گی وہ اپنی کمینہ خصلت بیوی کی فطرت سے بخوبی واقف تھا پھر بھی اس نے بربھا سے اس بارے میں بات کی تھی۔ بربھا کا رویہ سرد رہا تھا اس نے ذرا بھی افسوس اور ہمدردی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس نے سختی سے بونڈ اور حصص فروخت نہ کرنے کی تاکید کی تھی۔

بھائی سے ملاقات ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور اس دوران میں اس نے ایک بار بھی رابطہ قائم نہیں کیا تھا لیکن آرٹ اب تک اپنے لٹے ہوئے اور غم زدہ بھائی کی یاد اپنے دل سے نہیں نکال سکا تھا۔ بھائی کی بے بسی اور بے چارگی اسے رہ رہ کے پریشان کر رہی تھی۔

بربھا کی آمد سے آرٹ کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی "ایڈ کا فون آیا ہے تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔"

آرٹ کا جسم اچانک تن گیا۔ وہ مستعد ہو گیا۔ ایڈ اس کا سب سے بڑا کرم فرما تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ ایجنسی بھی اسی کے دم سے چل رہی تھی، اب تک اس نے ایڈ کو اوّل درجے کے چور اچکے اور بدمعاش فراہم کئے تھے اور ایڈ نے فراخدلی سے اس کی خدمات کا معاوضہ ادا کیا تھا۔ آرٹ نے جلدی سے ریسیور اٹھایا اور ایڈ سے بات کرنے لگا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد ایڈ نے بتایا کہ اسے ایک مستعد اور ذہین شخص کی ضرورت ہے جس کا نشانہ خطا نہ جاتا ہو اور جو نئے ماڈل کی کار بھی مہارت سے چلا سکتا ہو۔

آرٹ کی دلی مراد بر آئی۔ اس کے بھائی کے لیے ایک بہترین کام آ گیا تھا وہ گرمجوشی سے بولا "آپ بے فکر ہو جائیں جناب۔ میرے پاس آپ کے مطلب کا ایک آدمی موجود ہے یہ بتایئے کام کیا ہے؟"

"کام بہت بڑا ہے۔ معاوضہ ساٹھ ہزار ڈالر ملے گا"، ایڈ نے سرد لہجے میں کہا "وہ شخص کون ہے؟"

"وہ میرا بھائی ہے جناب"، آرٹ نے کہا "اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ اسے پیسوں کی سخت ضرورت ہے، آپ اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔"

"پولیس میں اس کا ریکارڈ کیسا ہے؟" ایڈ نے پوچھا

"پولیس اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی جناب۔ وہ بڑی فن میں ساچینٹ ہے۔ وہ بے حد ذہین اور مستعد ہے میں اس کی ضمانت لیتا ہوں جناب۔"

آرٹ نے کہنے کو تو یہ بات کہہ دی مگر پھر اسے بہت افسوس ہوا بھائی کی محبت کے جوش میں اس نے بہت بڑی بات کہہ دی تھی جبکہ اسے یقین بھی نہیں تھا کہ مائک اس کے معیار پہ پورا بھی اترے گا یا نہیں لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا وہ تردید نہیں کر سکتا تھا۔

ایڈ نے کہا "اگر تم اس کی ضمانت دے رہے ہو تو میرے لیے یہی کافی ہے تم اپنے بھائی کو ہدایت کر دو کہ وہ میامی کے سی ویو ہوٹل میں تئیس تاریخ کی صبح دس بجے کورگی وان نامی شخص سے مل لے۔ کورگی اسے پستول دے گا اور سارا کام بھی سمجھا دے گا لیکن تم اپنے بھائی کو سختی سے کہہ دینا کہ کسی کو ہلاک یا زخمی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاوضہ تقریباً دو ماہ بعد ملے گا اگر کسی قسم کی گڑبڑ ہوئی تو میں تمہاری کمپنی کو جڑ سے اکھیڑ دوں گا۔"

ایڈ کے سلسلہ منقطع کرتے ہی بربھا غصے میں بھری ہوئی پاؤں پٹختی چیختی چلاتی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے دوسرے کمرے میں ایکسٹینشن پر ان کی گفتگو سن لی تھی۔ وہ اس کے بھائی مائک کو اس کام کے لیے ناموزوں قرار دے رہی تھی۔ وہ بڑی شدومد سے اس کی مخالفت کر رہی تھی لیکن آرٹ اپنے مرتے ہوئے بھائی کی مدد کرنے کا تہیہ کر چکا تھا۔ اسے اپنے کاروبار کے تباہ ہونے کی فکر نہیں تھی۔ اس نے اپنی بیوی کی بک بک جھک جھک کو اہمیت نہ دی اور اس سے پیچھا چھڑا لیا۔

بربھا کے جاتے ہی آرٹ نے فون پر اپنے بھائی سے رابطہ قائم کیا اور اسے صورتحال سے مطلع کر دیا مائک نے ایک گہرا سانس لیا اور پرجوش لہجے میں آرٹ کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ اس کی جیبیں خالی ہیں آرٹ نے چند لمحے سوچا اور بولا "ٹھیک ہے مائک میں تمہیں تین ہزار ڈالر نقد بھیج رہا ہوں۔ تم پہلی فرصت میں ڈرائیور کی سفید وردی خرید لینا تاکہ لوگ تمہیں ڈرائیور ہی سمجھیں۔ ایڈ بہت ذہین شخص ہے وہ اپنے منصوبے میں ذرا بھی خامی پسند نہیں کرتا۔"

مائک نے اسے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

آرٹ کے سر سے منوں بوجھ اتر چکا تھا وہ خود کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

❋

دنیا کے سب سے مہنگے اور عالیشان ہوٹل روز کی سب سے اوپری منزل پر انتہائی شاندار فلیٹ بنایا گیا تھا۔ اس فلیٹ کی سج

دیسع اور آرائش و زیبائش دیکھ کے آنکھیں حیرت سے پھیل جایا کرتی تھیں۔ پانچ وسیع و عریض کمرے تمام تر جدید سہولتوں سے آراستہ کیے گئے تھے۔ یہ ہوٹل کا سب سے مہنگا فلیٹ تھا اور پینٹ ہاؤس کہلاتا تھا۔

ان دنوں پینٹ ہاؤس میں ٹیکساس کے ارب پتی تیل کے تاجر سلاس برٹن کا اکلوتا بیٹا ولبر اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ ولبر نے حال ہی میں شمالی امریکہ کے ایک کروڑ پتی کی بیٹی ماریا سے شادی کی تھی اور پیراڈائز سٹی میں ہنی مون منانے کا پروگرام بنایا تھا۔ ناز و نعم میں پلی ہوئی حسین و جمیل اور ضدی ماریا کو آمادہ کرنے کے لئے اسے بڑے پاپڑ بیلنا پڑے تھے۔

ولبر کی عمر اٹھائیس برس کی ہو چکی تھی اور اب تک اس نے باپ کے کاروبار میں دلچسپی نہیں لی تھی۔ ولبر نے معاشیات کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی تھی اور ایک سال فوج میں ملازم رہا تھا۔ اس کے باپ کے پاس بیسیوں جدید ترین کشتیاں تھیں۔ ولبر نے سب سے اچھی کشتی منتخب کی تھی اور دنیا بھر کی سیر کی تھی۔ اس سفر میں ولبر کی ملاقات خوبصورت اور طرحدار ماریا سے ہوئی تھی اور اس نے باپ کی اجازت کے بغیر اس دراز قد چلبلی حسینہ سے شادی رچالی تھی۔ ہنی مون کے اختتام پر ولبر کو اپنے باپ کی وسیع و عریض کمپنی میں نائب مدیر کا عہدہ سنبھالنا تھا۔ اس کے باپ سلاس کو دنیا میں صرف اپنے بیٹے سے محبت تھی۔ وہ ولبر سے جنون کی حد تک پیار کرتا تھا۔ سلاس کی بیوی ولبر کی پیدائش کے چند برس بعد چل بسی تھی۔ بیوی کی موت کے بعد اس کی تمام تر محبت کا مرکز ولبر ہو گیا تھا اور اسی محبت کی خاطر سلاس نے دوسری شادی نہیں کی تھی۔ اسے پوتے کی شدید خواہش تھی اور اسی وجہ سے اس نے ولبر کی من مانی شادی کا برا نہیں منایا تھا۔ سلاس نے پہلی ہی ملاقات میں ماریا سے پوتے کی خواہش ظاہر کر دی تھی۔ ماریا آزاد فطرت کی مالک تھی اور بچوں کو عورت کے حسن اور جوانی کی تباہی کا موجب قرار دیتی تھی۔ اُسے اپنے سسر کی پوتے کی خواہش ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

انیتا روز ہوٹل کی بیسیوں خادماؤں میں سے ایک تھی جو ہوٹل کے فلیٹوں کی صفائی وغیرہ پر مامور تھیں۔ تیس سالہ پستہ قد انیتا کا رنگ گندمی تھا اور بال لانبے اور ریشم کی طرح ملائم تھے۔ انیتا کا تعلق کیوبا سے تھا اور وہ ہوٹل روز میں گزشتہ ایک برس سے کام کر رہی تھی۔ روزانہ غسل خانوں اور خوابگاہوں کی صفائی، بستر کی چادریں اور تکیوں کے غلاف بدلنا یہ انیتا کے فرائض تھے۔ وہ اپنا کام انتہائی محنت اور لگن سے کرتی تھی اور آج تک اس نے انتظامیہ کو شکایت کا موقع نہیں دیا تھا۔

اس وقت انیتا ولبر کا غسل خانہ صاف کر چکی تھی اور اس کام میں صرف پانچ منٹ صرف ہوئے تھے۔ وہ بیچارہ اپنے تولئے بھی تہہ کر کے اسٹینڈ پر رکھ دیتا تھا۔ عذاب ناک مرحلہ تو اس کی بیوی ماریا کے غسل خانے کی صفائی کا تھا۔ انیتا کی نظر سے آج تک اتنی غلیظ اور لاپروا عورت نہیں گزری تھی۔ سلیقہ اور قرینہ تو اسے چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔ انیتا کو ماریا کا غسل خانہ صاف کرنے میں ایک گھنٹہ لگ جاتا تھا اور اس تمام عرصے میں وہ ماریا کو زیر لب گالیاں اور کوسنے دیتی رہتی تھی۔ اس امیر کتیا کے لئے اس کے دل میں شدید نفرت اٹھتی تھی مگر وہ بڑبڑانے کے سوا اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ کاش اس کے بس میں ہوتا تو وہ اس حرافہ کی چٹیا پکڑ کے اتنی چکر پھیریاں دیتی کہ اس کا سارا بھوت ہی رخصت ہو جاتا۔ انیتا کو اپنے شوہر پیڈرو کا خیال نہ ہوتا تو وہ محض ماریا کی گندگی کی وجہ سے اس ملازمت پر لات مار کے چل دیتی۔ پیڈرو سے اس کی شادی کو دو برس ہوئے تھے۔ کیوبا کے دارالحکومت ہوانا میں وہ بڑی کسمپرسی میں گزارا کر رہے تھے۔ انہیں پیٹ بھر کے کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا ایسے میں پیڈرو نے میامی چلنے کی تجویز پیش کی تھی اور وہ میامی چلے آئے تھے یہ انیتا کی خوش قسمتی تھی کہ اسے دنیا کے سب سے مہنگے ہوٹل روز میں صفائی کرنے کی ملازمت مل گئی تھی لیکن پیڈرو اس معاملے میں بدنصیب ہی رہا تھا۔ اسے کبھی کبھار سڑکیں صاف کرنے کا عارضی کام مل جاتا تھا جس سے خاطر خواہ پیسے بھی نہیں ملتے تھے۔

انیتا اپنے شوہر پیڈرو کو دنیا کا وجیہہ ترین مرد سمجھتی تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی مرد اس کی نظروں کو بھاتا ہی نہیں تھا۔ وہ پیڈرو کو جنون کی حد تک چاہتی تھی۔ یہ دبلا پتلا سیاہ شخص انیتا کے دل و دماغ پر بری طرح حاوی ہو چکا تھا۔ وہ ہنسی خوشی پیڈرو کی مار اور جھڑکیاں سہتی تھی اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتی تھی۔ وہ جو کچھ کماتی تھی اپنے پیارے شوہر کے حوالے کر دیتی تھی۔ پیڈرو کی محبت انیتا کے لئے کافی تھی۔ وہ انیتا کے کپکپاتے جسم کو اپنی مضبوط بانہوں میں سمیٹتا تھا تو اس کی ساری تھکن دور ہو جاتی تھی اور اس لمحے وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت عورت سمجھنے لگتی تھی۔ وہ شہر سے باہر کثیر منزلہ بوسیدہ سی عمارت میں ایک کمرے کے نیم تاریک اور گندے فلیٹ میں رہائش پذیر تھے۔ عمارت میں جو تیسرے درجے کے ملازمین رہتے تھے۔ وہ پیڈرو کی محبت کے نشے میں سرشار تھی۔ اُسے یہ خیال کبھی پریشان نہیں کرتا تھا کہ اس کا شوہر کاہل اور نکھٹو ہے۔ اس کی جان توڑ محنت کی کمائی پر گزارا کرتا ہے۔ وہ کسی بھی ملازمت پر ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ٹکتا تھا۔ وہ پچھلے ایک سال سے کیوبا میں اپنے باپ کے گنے کے کھیتوں پر جانے کا سوچ رہا تھا مگر ان

کے پاس اتنے پیسے ہی جمع نہیں ہو پا رہے تھے کہ اس ارادے کو عملی جامہ پہنایا جاتا۔ پیڈرو جب بھی واپسی کا رونا روتا، اینا اس کی پشت سہلانے لگتی۔ اسے تسلی دیتی، صبر کی تلقین کرتی۔ اینا کو یقین تھا کہ ان کے اچھے دن ضرور آئیں گے۔ وہ پیڈرو کو سمجھاتی کہ گئے کا تو بھی کوئی زندگی ہے، وہ یہیں بے پناہ محنت کرے گی، اور بہت جلد ان کے حالات اچھے ہو جائیں گے

ماریا کے غلیظ غسل خانے کی صفائی کرتے ہوئے وہ پیڈرو کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ صبح اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کام کی تلاش میں نکلے گا یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ بیسیوں مرتبہ پیڈرو نے اسے یقین دہانی کرائی تھی مگر آج تک وہ بے روزگار ہی رہا تھا ہفتے کے اختتام تک وہ اینا کی ساری کمائی اڑا دیا کرتا تھا اور اکثر ان کے پاس کھانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ وہ اینا سے اس امر

کی شکایت کرتا تھا۔ اور وہ زیادہ محنت کا وعدہ کر لیتی تھی۔

اِدھر اینا غسل خانے کی صفائی کر رہی تھی اور اُدھر پیڈرو ساحل پر ایک گھٹیا شراب خانے میں اپنے ہم وطن دوست رابرٹو کے ساتھ بیٹھا گھٹیا ترین شراب سے شغل کر رہا تھا۔ رابرٹو تین سال سے اس علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ پستہ قد اور موٹا رابرٹو امیروں کی عالیشان کشتیوں کی صفائی کر کے جیسے تیسے زندگی کی گاڑی کھینچ رہا تھا۔ وہ پیڈرو کا گہرا دوست تھا اور اسی لئے آج اس نے پیڈرو کو ایک کام کے سلسلے میں بات چیت کے لئے بلایا تھا۔ ذرا سی کوشش اور ہمت سے تین ہزار ڈالر ان کے ہاتھ آ سکتے تھے۔ رابرٹو اپنی ذات کی حد تک خطرات سے کھیلنے کا قائل نہیں تھا وہ دوسروں کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلانا پسند کرتا تھا پیڈرو نے تیسرا جام چڑھا لیا تو رابرٹو نے لوہے کو گرم دیکھتے ہوئے چوٹ مارنے کا فیصلہ کر لیا اور بولا "پیڈرو، کیا تم ایک ہزار ڈالر کا نا پسند کرو گے ؟"

"کیوں نہیں کروں گا۔ اس رقم سے تو میں اپنی بیوی کے ساتھ واپس کیوبا جا سکتا ہوں۔ اپنے باپ کے گنے کے کھیت سنبھال سکتا ہوں۔ یہ بتاؤ، مجھے کام کیا کرنا ہوگا؟"

"کام زیادہ مشکل نہیں ہے بس ذرا جرأت کی ضرورت ہے اور ایک ہزار ڈالر تمہاری جیب میں ہوں گے۔ تم کورال اسٹریٹ پر ری کھولی کو تو جانتے ہی ہو۔ چار عمارتوں کے اس بلاک میں کل ستتر کرایہ دار ہیں اور ہر کرایہ دار ساٹھ ڈالر ادا کرتا ہے۔ اس طرح پورے بلاک سے کل چار ہزار دو سو ڈالر وصول ہوتے ہیں۔ اسی بلاک کی ایک عمارت میں ایبی لیوی نامی ایک یہودی بھی رہتا ہے۔ ایبی عمارتوں کی دیکھ بھال کے علاوہ کرایہ وصول کرنے کا کام بھی کرتا ہے۔ وہ عمارتوں کے مالکان کے مفادات کا نگراں ہے۔ ہر جمعے کو وہ ہر فلیٹ کے دروازے پر دستک دیتا ہے اور کرایہ وصول کرتا ہے اور چار ہزار دو سو ڈالر وصول کرنے کے بعد اپنے کمرے میں پہنچ جاتا ہے اور حساب کر کے دوسری صبح تمام رقم دفتر میں جمع کروا دیتا ہے۔ یہ اس کا ہر ہفتے کا معمول ہے۔ میں کئی ہفتوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اس پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ ایبی حد سے زیادہ ڈرپوک ہے۔ پستول تمہارے ہاتھ میں دیکھتے ہی وہ تھر تھر کانپنے لگے گا اور تمہاری ایک ہی جھڑکی سے تمہارے قدموں پر گر جائے گا۔ اسے لوٹنا بچوں کا کام ہے پیڈرو، وہ بے حد موٹا اور بوڑھا ہے۔ تمہارا کام محض یہ ہوگا کہ جب ایبی جمع شدہ رقم گن رہا ہو تو پستول لے کے بے دریغ اس کے کمرے میں گھس جاؤ۔ سخت لہجے میں اسے رقم دینے کا حکم دو اور وہ منٹوں میں سرتاپا کپکپاتے ہوئے ساری رقم تمہارے حوالے کر دے گا۔ یہ بہت آسان کام ہے پیڈرو۔"

پیڈرو کی آنکھیں چمکنے لگیں اور وہ پُرجوش لہجے میں بولا "تجویز بہت اچھی ہے۔ یہ کام کل ہوگا؟"

"ہاں" رابرٹو نے ہونٹوں پر مکاری سی مسکراہٹ بکھیر کے کہا "لیکن ایبی کو تمہیں قابو کرنا ہوگا۔ اس کام میں میں تمہارا ساتھ ضرور دیتا مگر مسئلہ یہ ہے کہ ایبی مجھے جانتا ہے۔ میں پستول لے کے اس کے کمرے میں گھسا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ تمہاری بات اور ہے۔ ایبی نے آج تک تمہاری شکل نہیں دیکھی۔ تم پستول کی نالی کا رخ اس کی طرف کرو گے تو وہ دہشت زدہ ہو جائے گا۔ میں باہر تمہارا انتظار کروں گا اور تم اس بزدل سے رقم چھین کر لے آؤ گے۔ ٹھیک ہے نا ؟"

پیڈرو کی آنکھوں کی چمک یکلخت ہی جاتی رہی۔ اس نے چند لمحے غور کیا۔ پھر نفی میں سر ہلا کے بولا "اس کا مطلب ہے تم تو کسی قسم کا خطرہ مول ہی نہیں لو گے۔ سارا کام تو میں کروں گا اور ملائی تم کھاؤ گے۔ میں اس کام کے دو ہزار ڈالر لوں گا۔"

"تم بھی عجیب آدمی ہو" رابرٹو نے دھیمی آواز میں کہا "میں تمہیں معقول رقم کمانے کا موقع فراہم کر رہا ہوں اور تم ناشکرا پن کر رہے ہو۔ میں یہ کام کسی اور سے بھی کرا سکتا ہوں مگر تم میرے دوست ہو، ضرورت مند ہو۔ کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ تمہیں ایک بزدل شخص کو گھُرکی دے کے رقم اینٹھنی ہے۔ نہیں یار، میں اتنے آسان کام کے دو ہزار ڈالر نہیں دے سکتا۔"

"میں پندرہ سو ڈالر سے کم کسی صورت میں نہیں لوں گا۔"

"ٹھیک ہے" رابرٹو نے کہا "آؤ اب تفصیلات طے کر لیتے ہیں۔"

❋

اینا ہوٹل سے نکلی مانندی پانچ سیڑھیاں طے کر کے اپنے

لو سہرہ اور خستہ حال گھر میں داخل ہوئی تو پیڈرو پیٹ کے بل بستر پر لیٹا
سگریٹ پھونک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گمبھیر تانتی۔ وہ گہری سوچ
میں غرق تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اسے دیکھتے
ہی انیتا سمجھ گئی کہ وہ خیالی پلاؤ پکار ہا ہے۔

انیتا کو تین گھنٹے بعد ہوٹل روز دوبارہ ڈیوٹی پر پہنچنا تھا
جو آٹھ بجے شب شروع ہوتی تھی۔ وہ بہت زیادہ تھکی ہوئی اور
پریشان تھی لیکن اپنے شوہر کو دیکھتے ہی اس کی ساری تھکن اتر
گئی۔ پیڈرو کو مطمئن اور مسرور دیکھ کے وہ خوشی سے نہال ہو گئی تھی
وہ پرجوش لہجے میں بولی "گویا تمہیں ملازمت مل ہی گئی! میں نے
تمہارے چہرے پر پڑھ لیا ہے کہ آج تمہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔"

"سنیچر کو ہم ہوانا واپس جا رہے ہیں" پیڈرو نے کہا "میں
نے ہوائی جہاز کی ٹکٹوں کے لئے پیسوں کا انتظام کر لیا ہے اور وہ
اتنے ہیں کہ اپنے باپ کی مالی پریشانیاں بھی دور کر سکتا ہوں"

انیتا نے غیر یقینی سے دیکھتے ہوئے بولی "یہ ناممکن ہے پیڈرو!"

"ممکن ہے میری جان" پیڈرو نے تکیے کے نیچے سے
رابرٹو کا دیا ہوا ریوالور نکالتے ہوئے کہا "اس ہتھیار کی مدد سے
میں اپنے مسائل حل کر سکتا ہوں"

انیتا کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔ وہ دھپ سے بستر کے
کنارے پر بیٹھ گئی۔ اسے کئی مہینوں سے خدشہ تھا کہ پیسوں کی کمی
سے تنگ آ کے پیڈرو ضرور کوئی غیر قانونی کام کر گزرے گا۔ وہ اپنے
شوہر سے التجا آمیز لہجے میں بولی "نہیں میری جان ایسا نہ کہو۔
پھینک دو اس ہتھیار کو۔ یہ ہمیں تباہی کی طرف لے جائے گا۔"

*

پیڈرو نے ریوالور واپس تکیے کے نیچے رکھ دیا اور سرد لہجے میں
بولا "میں اس رینگتی سسکتی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ مجھے گھر جانے
کے لئے پیسوں کی ضرورت ہے اور وہ میں حاصل کر کے رہوں گا۔ میں
نے رابرٹو سے اس بارے میں تفصیل سے بات کی ہے۔ کام بہت آسان
ہے پندرہ بیس منٹ کی بات ہے اور پھر میری جیبیں نوٹوں سے
بھری ہوئی ہوں گی سنیچر کو میں ہر حال میں اپنے وطن روانہ ہو جاؤں گا
اگر تم چاہو تو یہاں ٹھہر سکتی ہو میں اس ذلیل جگہ کو چھوڑنے کا تہیہ
کر چکا ہوں۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے پیڈرو" انیتا نے دنیا جہاں کا
درد اپنے لہجے میں سمونے ہوئے کہا "غیر قانونی کاموں میں خطرہ
ضرور ہوتا ہے۔ خدا کے لئے اپنا فیصلہ بدل دو"

"یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو انیتا کہ میں پیچھے ہٹ
جاؤں گا۔ سنیچر کو ہم ہوانا روانہ ہو رہے ہیں۔ اور یہ بات طے
ہے۔ اب مجھے کھانے کے لئے کچھ دو بڑے زوروں کی بھوک
لگی ہے۔"

انیتا نے ہوٹل کے تیسرے باورچی سے تعلقات بنا رکھے
تھے اور انہی اچھے تعلقات کا نتیجہ تھا کہ اسے بچا کچھا کھانا مل جاتا
تھا۔ بعض اوقات تو بہت اچھی چیزیں کھانے کو مل جاتی تھیں
انیتا نے ایک گہرا سانس لیا اور جوٹھن کا لفافہ پیڈرو کے سامنے رکھ
دیا اور وہ بڑی بیتابی سے بھکاریوں کی طرح ہوٹل کے بچے کچھے کھانے
پر ٹوٹ پڑا۔ وہ صبح سے بھوکا تھا اور اس طرح کھا رہا تھا جیسے
ابھی یہ کھانا بخارات بن کے اڑ جائے گا۔

*

سارجنٹ ٹام بے چینی سے ڈیوٹی ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔
ہر جمعے کو وہ اتنی ہی بیتابی سے ڈیوٹی ختم ہونے کا انتظار کیا کرتا تھا۔
ہفتے کے سات دنوں میں جمعہ اس کا سب سے زیادہ پسندیدہ دن
تھا کیونکہ آنے والے دو روز چھٹی کے ہوا کرتے تھے۔

ٹام نے اپنی کلائی گھڑی پر نظر ڈالی، چھٹی ہونے میں دس منٹ
باقی تھے۔ اس کی بیوی نے صبح ہی اسے بتا دیا تھا کہ وہ اس کی پسندیدہ
ڈشیں تیار کر کے رکھے گی۔ ٹام نے اپنے ساتھی میکس کو دیکھا جو ایک
کار کی چوری کی رپورٹ تیار کر رہا تھا۔ میکس سے اس کی خوب بنتی
تھی۔ وہ اکثر اس سے اپنی بیوی کے پکائے ہوئے کھانے کا تذکرہ کرتا
تھا اور بیچارہ کنوارہ میکس سرد آہیں بھر کے رہ جاتا تھا۔ ٹام اس
سے بیوی کی بک بک جھک جھک کے بارے میں بتاتا تھا اور میکس
شادی شدہ نہ ہونے پر خدا کا شکر ادا کرتا تھا۔

ٹام کی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی چیخ اٹھی۔ ٹام
نے ریسیور اٹھا کے کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف کیرول اس سے
مخاطب تھی۔ اس نے چھوٹتے ہی یہ اندوہناک خبر سنائی کہ اس
کی پسندیدہ ڈش پڑوسن کے آجانے سے جل کر خاک ہو چکی ہے
لہذا گھر آتے ہوئے وہ کسی ریستوران سے کھانا لیتا آئے۔ ٹام کا جی
چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔ اس کا خوشگوار موڈ غارت ہو کے رہ
گیا۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کے اس نے میز سے پنسل اٹھائی اور دو
حصوں میں منقسم کر دی، پھر وہ اپنی نشست سے اٹھا اور پیر پٹختا
ہوا کمرے سے نکل گیا۔ میکس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

ٹام چارج روم میں پہنچا تو کیپٹن فریڈ نے زبردستی ایک
کام اسے تھما دیا۔ ٹام نے جان چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر فریڈ
مصر رہا کہ یہ کام اسی کو کرنا ہے۔ ٹام چاہتا تو صاف انکار کر سکتا تھا۔
لیکن کام کی نوعیت نے اسے مجبور کر دیا۔ ہیرلڈ ڈائز کلب میں ایک بدمست
شرابی نے ایک معزز خاتون کی بے عزتی کر دی تھی اور جواب میں
اس خاتون نے شرابی کی اچھی خاصی ٹھکائی کی تھی۔ خاتون کی حمایت

کرتے ہوئے تین چار آدمیوں نے شرابی کی پٹائی کی تھی، پھر شرابی کے حمایتی بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور یوں کلب میں اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا تھا۔

سارجنٹ ٹام کلب پہنچا تو کلب کے ملازمین ٹوٹی ہوئی چیزیں سمیٹ رہے تھے کرسیاں وغیرہ درست کر رہے تھے کلب کا مالک ہیری پریشان سا ایک طرف کھڑا تھا۔ وہ ٹام کا پرانا اور بے تکلف دوست تھا۔ اس نے ٹام کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا اور سارا واقعہ تفصیل سے اسے سنا دیا ٹام نے جیب سے نوٹ بک نکالی اور رپورٹ لکھنے لگا۔ اس نے ہیری سے دو آدمیوں کا کھانا پیک کرانے کی ہدایت کی اور ہیری نے اسی لمحے ایک ویٹر کو بلا کے آرڈر دے دیا۔

اور اس کلب کے عین سامنے وہ عمارتیں تھیں جن کے ایک کمرے میں پیڈرو کو ڈاکہ ڈالنا تھا۔ ایبی کرایہ داروں سے کرایہ اکٹھا کرتا تھا اور یہ جمع شدہ رقم ہی پیڈرو کو لوٹنی تھی۔

ایبی کو جمعے کے روز سے شدید نفرت تھی۔ اس روز اسے کرایہ جمع کرنے کا ذلیل توہین اور انتہائی تکلیف دہ کام کرنا پڑتا تھا تھکا دینے والا یہ کام اسے رفتہ رفتہ موت کی طرف دھکیل رہا تھا اگر کوئی کرایہ دار اس روز کرایہ نہ دیتا تو ایبی کو مالکان کی ہدایت کے بموجب دھمکی دینی پڑتی تھی اور اس سے اسے شدید ذہنی کوفت ہوتی تھی۔

ایبی نے آخری کمرے کا کرایہ وصول کیا اور سکون کا ایک گہرا سانس لیا۔ ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ تھکن سے چور ہو چکا تھا۔ اس کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا۔ اسے گرما گرم کافی کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔ بچپن ہی سے اس نے ذلت اور خواری کی زندگی بسر کی تھی۔ ایبی کی بیوی کا انتقال دو برس قبل ہوا تھا اور تب سے وہ تنہائی کا ہولناک عذاب سہہ رہا تھا۔ قدرت نے اسے اولاد کی نعمت سے بھی محروم رکھا تھا اور یہ ایک طرح سے اچھا بھی تھا ورنہ ان کی زندگی بھی اجیرن ہوتی۔ ایبی کا زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ٹیلیویژن کے اچھے اور برے پروگرام دیکھنے میں گزرتا تھا۔ ہفتے میں ایک بار وہ یہودیوں کے مخصوص کلب میں چلا جاتا تھا جہاں اس کی شام اچھی گزرتی تھی۔

ایبی اپنے بوسیدہ کمرے میں نوٹوں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھائے داخل ہوا تو تھکن سے نڈھال ہو رہا تھا۔ وہ تھیلا میز پر رکھ کے دھپ سے بستر پر گر گیا اور اپنی اکھڑی ہوئی سانسیں درست کرنے لگا۔ اس کا پورا جسم پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ لمبی تان کے سو جائے مگر اس کا کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اسے رقم گن کر حساب لکھنا تھا اور صبح سویرے دفتر میں جمع کروانا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مالکان اس بارے میں سستی برداشت نہیں کریں گے۔ اور کل ہی اس کی جگہ کوئی دوسرا شخص بیٹھا ہوا ہوگا۔ یہ ملازمت پچھلی تمام ملازمتوں سے بہتر تھی۔ بس یہ جمعے کا دن اسے ہلکان کر دیتا تھا۔

ایبی نے جمائی لی اور طوہاً کرہاً اٹھ کھڑا ہوا۔ کام شروع کرنے سے پہلے وہ کافی پینا چاہتا تھا۔ اس نے برقی کیتلی اٹھائی، پلگ لگایا اور بٹن دبا دیا اور اسی لمحے اس کے کمرے کا فیوز اڑ گیا۔ ایبی نے دل ہی دل میں مالکان کو کئی زوردار گالیاں دے ڈالیں۔ جنہوں نے ناقص وائرنگ کرا رکھی تھی۔ مصیبت یہ تھی کہ اسے فیوز لگانے سب سے نچلی منزل پر جانا پڑتا تھا جو اس کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے عذاب سے کم نہیں تھا۔ وہ ایک محتاط شخص تھا۔ اس قسم کے ہنگامی لمحات کے لیے وہ پہلے سے تیار رہتا تھا۔ میز کی دراز میں ایک طاقتور فلیش لائٹ موجود تھی وہ رقم کا تھیلا اٹھائے اندھیرے میں دوسری بڑی میز کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کسی نے زور سے اسے دھکا دیا اور وہ بری طرح لڑکھڑا گیا۔ اس کی رانیں ٹی وی کی۔۔۔ پایوں سے ٹکرائیں اور وہ فرش پر ڈھیر ہو گیا لیکن اس بری طرح گرنے کے باوجود اس نے رقم کے تھیلے پر اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی تھی۔

پیڈرو تاریک کمرے میں کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا مگر وہ مطمئن تھا۔ رابرٹو نے بتایا تھا کہ ایبی بہت ڈرپوک شخص ہے اور پستول دیکھتے ہی وہ تھر تھر کانپنے لگے گا۔ پیڈرو نے آتے ہوئے گیلری میں تار سے تار ملا کے ایبی کے فلیٹ کا فیوز اڑا دیا تھا وہ اپنے ساتھ رابرٹو کے دیئے ہوئے پستول کے علاوہ ایک فلیش لائٹ بھی لے آیا تھا۔

"خبردار! اسی طرح ساکت پڑے رہو" پیڈرو نے فلیش لائٹ کی روشنی سیدھے ہوئے ایبی پر اس انداز میں پھینکی کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پستول بھی صاف دکھائی دے رہا تھا، شرافت سے رقم کا تھیلا میری طرف پھینک دو ورنہ ایک ہی گولی سے جہنم رسید کر دوں گا۔"

ایبی کرایہ جمع کرنے کا کام ایک طویل عرصے سے کر رہا تھا۔ اور اسے کبھی اس قسم کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے ایک دوست پولیس والے نے خبردار کرتے ہوئے پستول دلوانے کی کوشش بھی کی تھی مگر ایبی نے صاف انکار کر دیا تھا۔ پھر بڑی مشکلوں سے وہ پستول رکھنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

"جلدی کرو!" پیڈرو کی خوفناک آواز نیم تاریک کمرے میں گونجی "رقم کا تھیلا میرے حوالے کر دو۔"

ابھی اس وقت تک سنبھل چکا تھا۔ تھیلا اس نے دونوں...
ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ ڈاکو کی پھنکارتی ہوئی سرد آواز نے اسے
دہشت زدہ کر دیا تھا۔ اس نے عافیت اسی میں جانی کہ تھیلا ڈاکو کے
حوالے کر دے۔ نوکری سے زیادہ اُسے اپنی جان عزیز تھی۔
اس نے چپ چاپ تھیلا اچھال دیا جو ڈاکو کے قدموں میں جا گرا
پیڈرو نے ایک فتح مندانہ احساس کے ساتھ تھیلے کو دیکھا اور
اس کے رگ و پے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کل وہ اپنی بیوی کے
ساتھ وطن روانہ ہو جائے گا اور اس کا مدتوں سے بچھڑا ہوا باپ
اسے دیکھ کے خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا۔

پیڈرو نے جوش کے عالم میں احتیاط کو بالائے طاق رکھتے
ہوئے فلیش لائٹ کی روشنی خوفزدہ ایبی سے ہٹا کے تھیلے پر ڈالی
اور اسی لمحے ایبی کا ہاتھ اس کی جیکٹ کی اندرونی جیب کی طرف رینگ
گیا۔ اس کی انگلیاں چھوٹے پستول کے دستے سے ٹکرائیں اور اسے
اپنے جسم میں اعتماد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔ پیڈرو نے جیسے ہی
تھیلا اٹھایا، ایبی نے پستول نکال لیا۔ اس نے پھرتی سے سیفٹی کیچ
کھینچا، پستول اٹھایا اور فائر کر دیا۔ پستول سے نکلنے والے شعلے اور
دھماکے نے دونوں کو بری طرح سہما دیا۔ پیڈرو نے رخسار پر کوئی
گرم چیز رگڑ کھاتی محسوس کی اور دوسرے ہی لمحے اس کا رخسار گیلا..
ہو گیا۔ گولی اس کے گال کو زخمی کرتی نکل گئی تھی۔ فلیش لائٹ کی
روشنی ایبی پر پڑی جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پیڈرو نے ہاتھ
میں تھامے ہوئے پستول کو جھٹکا کھاتے محسوس کیا اور ساتھ ہی اسے
گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایبی
کی پیشانی پر بنے ہوئے سوراخ کو دیکھا جس میں سے سرخ لہو بھل
بھل بہہ رہا تھا اور پھر ایبی کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ پشت کے بل
فرش پر گر گیا۔ پے در پے دو دھماکوں نے پیڈرو کو منجمد کر دیا
تھا۔ وہ ساکت و صامت کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا اور
پھر اس کے ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوند گیا کہ اس نے ایک
شخص کو جان سے مار دیا ہے۔ وہ اب قاتل بن چکا تھا اس نے بے
اختیار ٹریگر دبایا تھا اور موٹا ایبی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا
اس کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد سی لہر دوڑ گئی اور پھر اس کا جسم
سرتا پا ہولے ہولے کانپنے لگا۔ اب اس کے ذہن میں ایک
ہی خیال تھا اگر وہ پکڑا گیا تو اسے اپنی زندگی کے باقی ماندہ دن
آہنی سلاخوں کے پیچھے گزارنے پڑیں گے اور یہ خیال بے حد
تکلیف دہ اور اذیت ناک تھا۔ وہ پنجرے میں بند بے بس اور لاچار
جانور بن جائے گا اور بے انتہا محبت کرنے والی انیتا بھی اس سے چھوٹ
جائے گی وہ اپنے باپ کی صورت بھی زندگی بھر نہیں دیکھ سکے گا۔ وطن کی
سرزمین پر قدم رکھنے کا خواب بھی پورا نہیں ہو سکے گا اور یہ بھی
ممکن ہے کہ وطن کی دو گز زمین بھی اسے دفن کے لئے نہ مل سکے۔

پیڈرو نے باہر لوگوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنیں
اور اس کا جسم تن گیا۔ اس کے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے۔
اچانک اسے رابرٹو کا خیال آیا۔ اسے جلد از جلد رابرٹو تک
پہنچنا چاہیئے۔ وہی اس کے لئے کچھ کر سکتا تھا، اسے بچا سکتا تھا
پستول اس کے دائیں ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ رخسار سے خون کے
قطرے بہہ رہے تھے۔ گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے وہ ایبی کے
فلیٹ سے رخصت ہو گیا۔

رابرٹو نیم وا دروازے کے پیچھے کھڑا بے چینی سے پیڈرو
کا انتظار کر رہا تھا اس نے گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں تو جیسے اس
کی جان ہی نکل گئی، اس کا دل ڈوبنے لگا۔ اس نے دروازہ کھلنے
اور بند ہونے کی آوازیں سنیں۔ اس نے دیکھا کہ کرایہ دار فلیٹوں
سے نکل کر گیلری میں جمع ہو رہے تھے۔ بے وقوف پیڈرو نے
سارا کام خراب کر دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں خیر و عافیت کی دعائیں
مانگنے لگا۔ اس کے دل میں ایک ہی خیال تھا اور وہ یہ کہ پیڈرو نے
موٹے یہودی کو قتل نہ کر دیا ہو۔ وہ جلدی سے ان لوگوں میں شامل
ہو گیا جو سامنے عمارت کی سیڑھیوں کو دیکھ رہے تھے اور پھر اس
نے پیڈرو کو دیکھا۔ خون اس کے رخسار سے بہہ رہا تھا۔

پیڈرو نے خوفزدہ اور سہمے ہوئے چہروں کو دیکھا وہ
سب بے حس و حرکت اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ جان گیا
تھا کہ اتنے لوگوں کے ہوتے ہوئے وہ فرار نہیں ہو سکے گا۔ اور پھر
اس نے بغیر سوچے سمجھے ایک طرف دوڑ لگا دی۔

اور اس مقام سے تھوڑی ہی دور ہیرالڈز کلب میں
سارجنٹ ٹام گھر جانے کے لئے کھانے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ
کلب کے مالک کے ساتھ ادھر اُدھر کی باتیں کر رہا تھا کہ اس نے
دو گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں ٹام کے ذہن میں فوراً ہی خطرے
کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ ایک جھٹکے سے اسٹول سے اترا اور صدر
دروازے کی طرف دوڑنے لگا۔ سڑک تک پہنچتے ہوئے وہ
ہولسٹر سے ریوالور نکال چکا تھا۔ گولیاں چلنے سے پورے علاقے میں
خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ ایک ہنگامہ برپا تھا۔ کاروں کے
ٹائر چیخ رہے تھے۔ دروازے کھل رہے تھے اور لوگ جائے وقوع
کی طرف دوڑ رہے تھے۔

اس لمحے پیڈرو دوڑتا ہوا سڑک پر آ گیا۔ اس کے چہرے
پر پھیلے ہوئے خون اور ہاتھ میں پستول دیکھ کے مجمع کائی کی طرح پھٹ
گیا اور بھگدڑ سی مچ گئی۔ لوگ چیختے چلاتے ہوئے بے تحاشا ادھر
اُدھر بھاگنے لگے۔

ٹام نے پیڈرو کو پاگلوں کی طرح کاروں کے درمیان بھاگتے

ہوئے دیکھا اور رفتار تیز کردی۔ وہ برق رفتاری سے اس کی طرف دوڑ رہا تھا۔ پیڈرو نے ایک پولیس والے کو پستول لئے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں اور دماغ ماؤف سا ہو گیا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے اپنی طرف بڑھتے ہوئے پولیس والے پر گولی چلادی مگر اسی لمحے ایک سیاہ فام عورت اندھادھند دوڑتی ہوئی پولیس والے کے سامنے آگئی۔ گولی عورت کے پیٹ میں گھس گئی اور وہ چیخ مار کے منہ کے بل زمین پر گر گئی۔

ٹام نے پیڈرو کو رکنے کا حکم دیا مگر اس نے تعمیل نہیں کی اور مخالف سمت میں دوڑنے لگا۔ ٹام نے دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھام لیا۔ اس کی ٹانگیں قدرے پھیل گئیں۔ اس نے نشانہ لیا اور گولی چلادی۔

پیڈرو نے ایک آگ سی اپنی پشت میں گھستی محسوس کی۔ وہ بری طرح لڑکھڑایا اور منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ تھیلا اور رابرٹو کا دیا ہوا پستول یہ دونوں چیزیں اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھیں اور اسے اپنے جسم میں درد کی لہریں پھیلتی محسوس ہو رہی تھیں۔

اس لمحے پولیس کی ایک گشتی کار آکر رکی اور دو پولیس افسر کار سے اتر کے تیزی سے ٹام کے قریب پہنچ گئے۔ وہ تینوں پیڈرو کے قریب پہنچ گئے۔ ایک پولیس افسر نے جھک کے پیڈرو کی نبض دیکھی اور سیدھا ہوتے ہوئے بولا "یہ ابھی زندہ ہے۔"

ادھر رابرٹو واپس اپنے فلیٹ میں گھس گیا۔ دروازہ بند کیا اور کھڑکی سے نیچے دیکھنے لگا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ٹام نے اس کے دوست پیڈرو کو شوٹ کر دیا۔ اس نے نوٹوں سے بھرے تھیلے کو دیکھا جو پیڈرو سے چند قدم دور پڑا تھا اور پھر اس کی نظر قریب ہی پڑے ہوئے پستول پر پڑی اور اس کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا۔ پستول کو تو وہ بھول ہی بیٹھا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس واردات میں ملوث ہو گیا تھا۔ پیڈرو کو اپنا قانونی پستول دے کے اس نے زبردست حماقت کی تھی۔ اب پولیس پستول کے ذریعے بہت جلد اس کا سراغ لگا لے گی۔ رابرٹو نے عرصہ ہوا ایک بڑی کشتی پر چوکیدار کی حیثیت سے کام کیا تھا اور اس دوران کشتی کے مالک نے زبردستی پولیس سے اسے یہ پستول دلوا دیا تھا۔ کشتی کا مالک میامی سے رخصت ہوا تو رابرٹو نے پستول اس کے حوالے نہیں کیا تھا اس نے یہ بہانہ کیا تھا کہ پستول سمندر میں گر گیا ہے۔ کشتی کے مالک نے رابرٹو کو پولیس میں پستول کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروانے کی ہدایت کی تھی۔ اور اس نے یہ زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ پستول کے لائسنس نمبر [illegible] کی مدت میں ابھی آٹھ ماہ باقی تھے اور رابرٹو نے سوچا تھا کہ پیڈرو کے چرائے ہوئے پیسوں کو لے کے وہ کیوبا پہنچ جائے گا اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہیں کرے گا لیکن اس اُلو کے پٹھے پیڈرو نے سارا معاملہ ہی گڑبڑ کر دیا تھا۔ وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکا تھا اسے یقین تھا کہ پولیس پستول کی مدد سے چند ہی گھنٹوں میں اس کا پتہ چلا لے گی۔

رابرٹو کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن اعتدال پر نہیں رہی تھی۔ اب پولیس کی تین اور گشتی کاریں پہنچ چکی تھیں اور پھر سائرن بجاتی ہوئی ایک ایمبولینس بھی پہنچ گئی۔ رابرٹو گھبرا کے کھڑکی سے ہٹ گیا۔ اب اس کا یہاں سے بھاگ نکلنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ یہ بات طے تھی کہ پولیس ان عمارتوں کی تلاشی ضرور لے گی۔ اس سے تکلیف دہ سوالات پوچھے گی اور اس دوران وہ خود پر قابو نہ رکھ سکا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ اس مرحلے پر پولیس کا سامنا کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ وہ جلدی سے لوہے کی ٹوٹی ہوئی پرانی الماری کے پاس پہنچا، چند جوڑے کپڑے اور ذاتی استعمال کی دیگر چیزیں نکالیں اور پھٹے پرانے اور بوسیدہ سوٹ کیس میں پیک کرنے لگا۔ مگر وہ جائے گا کہاں؟ اور اسی لمحے ایک خیال بجلی کی طرح اس کے ذہن میں کوند گیا۔ فنٹوش سے اچھا آدمی بھلا اور کون ہو سکتا تھا۔ وہ رابرٹو کا بہترین دوست تھا اور مصیبت کی ان گھڑیوں میں اس کے کام آسکتا تھا۔ فنٹوش سے اس کی ملاقات اکثر بندرگاہ پر ہوتی تھی۔ ان دونوں کا تعلق کیوبا کے ایک ہی گاؤں سے تھا۔ تعلیم بھی دونوں نے ایک ہی اسکول میں حاصل کی تھی اور پھر نوجوانی میں انہوں نے گنے کے ایک ہی فارم میں جان توڑ محنت کی تھی۔ وہ اس کے بہت برے دنوں کا ساتھی تھا اور ان برے دنوں میں بھی اس کے کام آسکتا تھا وہ اس معاملے میں اس پر پورا بھروسہ کر سکتا تھا۔

رابرٹو نے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور جھانک کے گیلری میں دیکھنے لگا جہاں اس کے بہت سے پڑوسی اس کی طرف پشت کئے کھڑے تھے۔ وہ سب نیچے پولیس کی کارروائی بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے۔ رابرٹو نے سوٹ کیس اٹھایا اور گیلری میں دبے قدموں زینے کی طرف بڑھنے لگا۔ آہستگی سے چلتے ہوئے اس نے گیلری کو عبور کیا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ شکر ہے کسی نے اسے جاتے نہیں دیکھا تھا۔

وہ پھرتی سے نیچے پہنچا اور تیزی سے ایک طرف دوڑنے لگا

*

ایبی کے قتل کے دو گھنٹے بعد شعبہ قتل کا انچارج پستہ قد اور بھاری بھرکم سارجنٹ جیمس پولیس چیف لوٹریل کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے چھوٹتے ہی پولیس چیف سے کہا "پیرا ڈائز کلب

کے سامنے ڈاکے کی واردات میں دو افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ہم اب تک قاتل کو شناخت نہیں کر پائے ہیں اس کی جیبوں سے ایک بھی کاغذ نہیں نکلا۔ اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے اس کی شناخت میں مدد مل سکتی۔ ہم نے وہاں لوگوں سے پوچھ گچھ کی تھی مگر کوئی فرد بھی ہمیں مطلوبہ معلومات فراہم نہیں کر سکا۔ قاتل کا تعلق کیوبا سے ہے۔ ہم اب بھی پوچھ گچھ کر رہے ہیں مگر کیوبا کے باشندوں کے باہمی اتحاد سے ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہو پا رہی۔ وہ اس قسم کے معاملات میں کبھی پولیس سے تعاون نہیں کرتے بلکہ اکثر غلط راستوں پر لگا دیتے ہیں۔"

پولیس چیف لمبا تڑنگا اور بھاری جسامت کا تھا۔ وہ بہت سخت مزاج اور انتہائی مستعد افسر تھا۔ محکمے کے تمام چھوٹے بڑے افسران اور سپاہی اس سے تھر تھر کانپتے تھے۔

"اس زخمی قاتل کا کیا حال ہے؟" چیف نے پوچھا۔

"زخم کاری ہے مگر وہ بچ سکتا ہے۔ ٹام کی چلائی ہوئی گولی اس کے پھیپھڑوں میں گھس گئی تھی۔ اسے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا ہے اور ڈاکٹر پوری توجہ سے اس کا علاج کر رہے ہیں۔ لیری اس کے بستر کے برابر بیٹھا ہوا ہے۔ رات کو کسی اور افسر کی ڈیوٹی لگا دی جائے گی۔"

"پستول سے کوئی مدد ملی؟"

"اسے چیک کیا جا رہا ہے۔ ایک آدھ گھنٹے میں مالک کا پتہ چل جانا چاہیئے۔"

"اخباری نمائندے تو پہنچ چکے ہوں گے؟"

جیمز نے مسکرا کے کہا "ہمارے شہر میں ایک دن میں دو قتل کبھی کبھار ہی ہوتے ہیں۔ اخباری نمائندے تو ٹوٹ پڑے ہیں ہر چھوٹے بڑے اخبار کا نمائندہ موجود ہے۔"

"خیر یہ بات تو طے تھی۔ تم نے قاتل کی انگلیوں کے نشانات لئے؟"

"جی ہاں۔ نشانات کو پہلی پرواز سے چھان بین کے لئے واشنگٹن بھیج دیا گیا ہے۔"

کیپٹن فریڈ کمرے میں داخل ہوا اور بولا "پستول کی رپورٹ آ چکی ہے۔ پستول کا مالک کیوبا کا ایک باشندہ رابرٹو ہے۔ اسے باقاعدہ لائسنس جاری کیا گیا تھا۔ وہ انہی عمارتوں کے ایک فلیٹ میں رہائش پذیر ہے جہاں ایبی کو قتل کیا گیا تھا لیکن وہ قاتل نہیں ہے۔ لائسنس ریکارڈ میں جو تصویر موجود ہے، وہ زخمی قاتل سے یکسر مختلف ہے۔ میکس اور دو سپاہی اسے گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔"

"ممکن ہے رابرٹو نے وہ پستول قاتل کو فروخت کیا ہو" چیف نے کہا "یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس واردات میں ملوث ہو۔"

"یہی بات میں سوچ رہا ہوں چیف" جیمز نے کہا ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ فریڈ نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ چند لمحے وہ دوسری طرف کی بات سنتا رہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کے بولا "تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ رابرٹو فرار ہو چکا ہے۔ وہ اپنے تمام کپڑے اور ذاتی استعمال کی چیزیں بھی لے گیا ہے ان عمارتوں کے کسی بھی مکین کو اس کے کسی دوسرے ٹھکانے کا علم نہیں ہے۔"

"میں اسے ہر صورت میں گرفتار کروانا چاہتا ہوں" چیف نے سخت لہجے میں کہا "جس طرح بھی ممکن ہو، اسے پکڑ لاؤ فریڈ۔"

فریڈ کو پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ سے بڑی دلچسپی تھی۔ اپنی پسند کا کام ملنے پر وہ مسکرایا اور بولا "آپ فکر نہ کریں چیف۔ بہت جلد وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوگا۔"

*

انیتا بندرگاہ پر فنتوش کی مچھلیاں پکڑنے کی بڑی کشتی پر پہنچی تو دو بج چکے تھے۔ پورا علاقہ سنسان پڑا تھا۔ اکا دکا چوکیدار ٹائپ کے آدمی آتے جاتے دکھائی دیتے تھے اور کسی نے بھی انیتا کو روکنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ ممکن ہے انہوں نے اسے کوئی طوائف سمجھا ہو جو اکثر اس علاقے میں گھومتی پھرتی دکھائی دیتی تھیں۔

کشتی کے کیبن میں روشنی ہو رہی تھی۔ انیتا کو یقین تھا کہ رابرٹو اس کیبن میں چھپا بیٹھا ہوگا اس کے کام پر جانے سے پہلے پیڈرو نے کہا تھا کہ رات وہ گھر آتے ہی کیوبا جانے کی تیاریاں شروع کر دے اس نے بتایا تھا کہ وہ دونوں صبح دس بجے ہوانا روانہ ہوں گے اور اس کے لئے انہیں صبح آٹھ بجے گھر سے نکلنا ہوگا۔ انیتا ڈیوٹی پوری کر کے گھر پہنچی تو پیڈرو موجود نہیں تھا۔ اس نے آدھا گھنٹہ آرام کیا تھا اور یہ آرام جسمانی تھا۔ اس کا ذہن پُرسکون نہیں تھا طرح طرح کے خدشے اور وسوسے اسے پریشان کر رہے تھے وہ مستقل اس پستول کے بارے میں سوچتی رہی تھی جو پیڈرو نے اسے دکھایا تھا۔ وہ پیڈرو کے خبیث دوست رابرٹو کے بارے میں سوچتی رہی تھی جس نے اسے پستول دیا تھا۔ پیڈرو نے کہا تھا کہ اس کام میں ذرا بھی خطرہ نہیں ہے وہ اپنے شوہر سے جنون کی حد تک محبت کرتی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی کہ اس کام میں خطرہ نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اس کا دل نہیں مانا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک نامعلوم خوف در آیا تھا جو نکالے نہیں نکل رہا تھا۔ ہوٹل کے کاموں میں اس کا دل نہیں لگا تھا۔

وہ مستقل پریشان اور خوفزدہ رہی تھی۔

ساڑھے دس بجے شب انیتا یہ امید سے کے گھر پہنچی کہ پیڈرو اس کا انتظار کر رہا ہوگا مگر سائیں سائیں کرتا خالی کمرہ دیکھ کے اس کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ پیڈرو کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ اس نے دو پرانے اور سالخوردہ سوٹ کیسوں میں کپڑے اور دیگر چیزیں پیک کر دیں۔ اس دوران ہی وہ کیوبا میں اپنے گھر اور کھیتوں کے متعلق سوچتی رہی تھی۔ جہاں کڑی مشقت اور جھلسا دینے والی تیز دھوپ ان کی منتظر تھی لیکن ان تکالیف کی اسے پروا نہیں تھی۔ اہم بات یہ تھی کہ پیڈرو اس کے ساتھ ہوگا۔ اس کے جسم وجاں کا مالک پیڈرو بے حد خوش ہوگا اور اس کی خوشی انیتا کو بہت عزیز تھی۔ اپنے شوہر کو خوش رکھنے کے لئے وہ بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی تھی۔ اس کی ایک ایک سانس پیڈرو کے لئے تھی۔ پیڈرو نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

پیڈرو کا انتظار کرتے ہوئے انیتا نے ریڈیو کھول دیا۔ خبریں سنائی جا رہی تھیں۔ وہ خاموشی اور تمام تر توجہ سے کرایہ وصول کرنے والے ایبی اور ایک سیاہ فام عورت کی ہلاکت کی خبر سننے لگی۔ انیتا کا دل پھر ڈوبنے لگا۔ وہ منجمد سی ہو کے رہ گئی۔ اس کے سر میں دھماکے ہونے لگے۔

اناؤنسر کہہ رہی تھی "سارجنٹ ٹام نے ڈاکو کو فرار ہوتے دیکھا تو پستول نکال لیا اور چلا کے اسے رکنے کا حکم دیا۔ اس نے دو تین مرتبہ تنبیہہ کی مگر ڈاکو نے پروا نہیں کی اور دوڑتا رہا۔ مجبوراً ۔۔۔ سارجنٹ ٹام کو گولی چلانا پڑی۔ ڈاکو کیوبا کا ایک نوجوان ہے جسے ابھی تک شناخت نہیں کیا جا سکا ہے۔ نوجوان شدید زخمی ہے۔ اور پولیس کے پہرے میں جنرل ہسپتال میں زیر علاج ہے"

انیتا نے منہ پر ہاتھ رکھ کے نکلنے والی چیخ کو روک لیا۔

اس کا پیڈرو شدید زخمی ہسپتال میں پڑا تھا۔ اس کی متاعِ حیات لٹی جا رہی تھی اس کے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے اور وہ سسکیاں لیتی ہوئی خبر سننے لگی۔ اناؤنسر کہہ رہی تھی "پولیس رابرٹو نامی کیوبا کے ایک شخص سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہے جو اپنے گھر سے غائب ہو چکا ہے قاتل کے پاس جو پستول تھا۔ وہ رابرٹو کی ملکیت ہے۔ پولیس کا خیال ہے کہ رابرٹو نے وہ پستول قاتل کو بیچا تھا یا عاریتاً دیا تھا کسی بھی شخص کو اس شخص کے بارے میں علم ہو تو فوری طور پر پولیس ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم کرے"

انیتا کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ تیزی سے اٹھ کے اس نے ریڈیو بند کر دیا۔ بعض عورتوں میں صبر وضبط کا بہت مادہ ہوتا ہے۔ وہ بڑے سے بڑا دکھ اور پریشانی جھیل لیتی ہیں۔ انیتا نے اپنے سسر کے کھیتوں میں جان توڑ محنت کی تھی۔ یہاں ہوٹل میں بھی اس کا کام بے انتہا محنت اور مشقت کا تھا۔ شادی سے پہلے وہ چوہے سے بھی ڈر جاتی تھی مگر اب اس کے اعصاب بہت مضبوط تھے۔ اس نے بہت جلد اپنے آپ پر قابو پا لیا اور اپنے پیارے شوہر کے بارے میں سوچنے لگی۔ جلد ہی پولیس کو پیڈرو کے بارے میں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ وہ یہاں آ جائیں گے اور اس سے عجیب عجیب سوالات کریں گے۔ اخباری نمائندے اور ٹی وی والے اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ وہ اپنی ہوٹل کی بہترین ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ اسے فوری طور پر کوئی قدم اٹھانا تھا۔ اور پھر اسے رابرٹو کا خیال آیا۔ وہ جانتا ہے کہ پولیس اس کی تلاش میں ہوگی اور وہ چھپتا پھر رہا ہوگا۔

انیتا سی کامب کے علاقے میں پچھلے کئی مہینوں سے رہائش پذیر تھی۔ جہاں کیوبا کے باشندوں کی کثرت تھی۔ انیتا بھی اس برادری کا ایک حصہ تھی۔ وہ پیڈرو کے دوستوں کو جانتی تھی۔ رابرٹو اس کا یار غار تھا اور اکثر اپنے امیر دوست فنٹوش کا ذکر کیا کرتا تھا۔ انیتا سیکڑوں مرتبہ رابرٹو کی زبانی فنٹوش کی امارت ۔۔۔۔۔ اور سخاوت کے قصے سن چکی تھی۔ فنٹوش کی بہت بڑی مچھلیاں پکڑنے کی انجن سے چلنے والی کشتی تھی کشتی پر خوبصورت اور کشادہ کیبن بنا ہوا تھا اور یہی کیبن اس کی رہائش گاہ تھی۔

انیتا نے اپنے دیگر ہم وطنوں سے بھی فنٹوش کی دیانت، شرافت، سچائی اور سخاوت کے قصے سنے تھے۔ فنٹوش کا اس علاقے میں زبردست اثر رسوخ تھا اور اس کے ہم وطن تو ایک دیوتا کی طرح اس کی پوجا کرتے تھے۔ شہر میں جتنے بھی کیوبا کے باشندے تھے، وہ سب کے سب اس سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اسے اپنا باپ اور سرپرست سمجھتے تھے۔ انیتا کے کسی بھی ہم وطن کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ فوراً فنٹوش کے پاس پہنچ جاتا وہ منٹوں میں اس کا مسئلہ حل کر دیتا۔ اسے "سچائی کا علمبردار" کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ وہ اپنے مشوروں کے عوض دو تین ڈالر لیا کرتا تھا جو لوگ ہنسی خوشی دے دیا کرتے تھے۔ آخر فنٹوش بھی تو اپنا وقت صرف کرتا تھا مچھلیوں کا سیزن ختم ہونے پر وہ بندرگاہ کے مین گیٹ کے پاس ایک اسٹال پر سیاحوں کے ہاتھ سمندری نوادرات اور گھونگھے سیپیاں وغیرہ فروخت کرتا تھا اس کام سے بھی فنٹوش کو معقول آمدنی ہو جاتی تھی۔ رابرٹو پیڈرو کے ساتھ سستی اور گھٹیا شراب پیتے ہوئے فنٹوش سے اپنی دوستی کی شیخیاں بگھارا کرتا اور انیتا کی جان جل جاتی تھی۔ وہ منحوس شخص اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ رابرٹو نے کئی بار یہ بات کہی تھی کہ جب بھی وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوا تو فنٹوش دامے درمے، قدمے، سخنے اس کی مدد کرے گا۔ انیتا کو یقین تھا کہ رابرٹو اس وقت فنٹوش کی پناہ میں ہوگا۔

انیتا ایک گھنٹے تک خاموش، ساکت و صامت بیٹھی صورتحال پر غور کرتی رہی تھی۔ اس نے حالات کا ہر پہلو سے جائزہ لیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ پیڈرو کا بچانا بے حد ضروری تھا۔ اپنی زندگی کو ویران اور بنجر ہونے سے روکنے کے لئے اس کو طبی موت کے لئے جیل خانے سے روکنا ہوگا یہ ایک ناممکن خیال تھا۔ کبھی نہ پورا ہونے والا خواب تھا مگر انیتا اس ناممکن کو ممکن بنانے کا تہیہ کر چکی تھی۔ انیتا دوستی کے مفہوم اور اس کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف تھی۔ رابرٹو اور فنٹوش اس کے شوہر کی مدد کے لئے ایک انگلی تک نہیں اٹھائیں گے۔ ہاں، اگر ان کا ذاتی مفاد شامل ہو تو وہ ہر قسم کا خطرہ مول لیں گے۔ پیڈرو کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے کسی تحریک، کسی لالچ کا ہونا از حد ضروری تھا۔ پیڈرو کو بچانے کے لئے انیتا کے ذہن میں ایک منصوبہ ابھرا تھا اور وہ خاصی دیر اس منصوبے کے قابل عمل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں غور کرتی رہی تھی وہ مستقل اپنے آپ سے جنگ کرتی رہی تھی اور بالآخر وہ خود کو یقین دلانے میں کامیاب ہوئی تھی کہ پیڈرو کو پولیس کے چنگل سے چھڑانے کا یہ واحد راستہ ہے۔

انیتا نے بڑے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ وہ اپنا منصوبہ رابرٹو اور فنٹوش کے سامنے رکھے گی۔ اسے یقین تھا کہ اتنی بڑی رقم کا تصور کرتے ہی ان کے منہ میں پانی بھر آئے گا اور اس رقم کو پانے کے لئے وہ اس کے شوہر کو بچانے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

اب وہ بندرگاہ کے اس دور افتادہ اور ویران حصے میں کھڑی فنٹوش کی کشتی کو بغور دیکھ رہی تھی۔ اس نے روشن کیبن کی کھڑکی پر لگے ہوئے باریک پردے کے پیچھے ایک سائے کو حرکت کرتے دیکھا تھا۔ پھر اسے ایک دوسرا سایہ نظر آیا تھا اور اس کا یقین پختہ ہو گیا تھا کہ رابرٹو کیبن میں موجود ہے۔

انیتا بمشکل تمام کشتی پر پہنچی اور کیبن کے دروازے پر دستک دی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ اس کے سامنے ایک لمبا تڑنگا مضبوط کاٹھی کا چالیس سالہ شخص کھڑا تھا۔

"مجھے انیتا کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ میں پیڈرو کی بیوی ہوں" وہ سرگوشی میں بولی۔

*

مائنک نے میامی ایئرپورٹ کے باہر ٹیکسی لی اور سی ویو ہوٹل پہنچ گیا۔ چند لمحے رک کے اس نے ہوٹل کا جائزہ لیا۔ پرانے طرز کی چھوٹی سی عمارت تھی۔ متوسط طبقے کے ریٹائرڈ بوڑھے یہاں تعطیلات گزارتے تھے۔ مائنک نے لاپروائی کے انداز میں شانے اچکائے اور لابی کی طرف چل دیا۔

استقبالیہ کاؤنٹر پر سیاہ سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر کے شخص نے مسکرا کے مائنک کا استقبال کیا۔

"میں مسٹر وان سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ میرے منتظر ہوں گے،" مائنک نے دھیمی آواز میں کہا۔

"آپ کا اسم گرامی لوکس تو نہیں ہے؟" استقبالیہ کلرک نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ہی لوکس ہوں" مائنک نے جواب دیا۔

اس کے بھائی نے اسے لوکس نام اختیار کرنے کی ہدایت کی تھی اور اس کے لئے کمرہ بھی اسی نام سے محفوظ کیا گیا تھا۔

"چند لمحے توقف فرمائیں جناب" استقبالیہ کلرک نے شائستگی سے کہا اور فون پر ایک نمبر ملا کے بات کرنے لگا۔ پھر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور مائنک سے مخاطب ہو کے بولا "مسٹر وان آپ کا انتظار کر رہے ہیں جناب۔ آپ پہلی منزل پر کمرہ نمبر دو میں تشریف لے جائیں۔ آپ کا کمرہ چوتھی منزل پر ہے۔ بارہ نمبر آپ کے لئے تیار کر دیا گیا ہے۔ آپ اپنا سوٹ کیس یہیں رکھ دیں میں اسے اوپر بھجوا دوں گا۔"

مائنک لفٹ کے ذریعے پہلی منزل پر پہنچ گیا۔ عام حالات میں وہ سیڑھیاں چڑھ کے پہلی منزل پر پہنچتا مگر ان دنوں وہ ہر ممکن احتیاط کر رہا تھا۔ سیڑھیاں چڑھنے سے اس کے پہلو میں درد شروع ہو جاتا تھا جو گھنٹوں جاری رہتا تھا آج تو اس کا برا حال ہو گیا تھا۔ ایک تو ہوائی سفر تکلیف دہ ثابت ہوا تھا۔ دوسرے اسے بھاری سوٹ کیس اٹھانا پڑا تھا۔ درد کی ایک لہر اس کے جسم میں اٹھی تھی اور پھر غائب ہو گئی تھی۔ اس نے طے کیا تھا کہ آئندہ وہ ایسی حالت میں خود پر قابو رکھنے کی بھرپور کوشش کرے گا گزشتہ دو ماہ سے درد کی کیفیت میں وہ خود کو یقین دلانے کی کوشش کرتا تھا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے اور آئندہ چند ماہ میں اس کی موت واقع نہیں ہوگی لیکن آج ایئرپورٹ پر درد کی لہر اس کے جسم میں اٹھی تو اس نے یہ بھیانک حقیقت تسلیم کر لی کہ وہ پانچ چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔ ممکن ہے اسے تین ماہ کے اندر ہی ابدی نیند آ جائے۔

مائنک نے کمرہ نمبر دو کے دروازے پر دستک دی اور جواب میں ایک چیختی چلاتی ہوئی آواز نے اسے اندر آنے کی ہدایت کی۔ مائنک نے دروازہ کھولا اور قدیم طرز کے چھوٹے سے مگر آرام دہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ بوڑھوں کے لئے یہ بڑی باوقار نشست گاہ بنائی گئی تھی۔

لیو پہیوں والی کرسی پر بیٹھا پلکیں جھپکاتے ہوئے اسے

بغور دیکھ رہا تھا مانک نے قدرے حیرت سے پستہ قد اور دبلے پتلے بوڑھے کو دیکھا جس کی عمر اسی سے تجاوز کر چکی تھی۔ یہ لیو کے میک اپ کا کمال تھا پہلے تو میگی بھی اسے نہیں پہچان سکی تھی اور یوں لیو نے خود کو بھیس بدلنے کا ماہر ثابت کر دیا تھا۔ لیو نے میگی کو سی ویو ہوٹل پہنچنے کی ہدایت کی تھی جہاں مس اسٹیلا کے نام سے اس کے لئے کمرہ محفوظ کرا یا گیا تھا۔ میگی دستک دیئے بغیر دروازہ کھول کے کمرے میں داخل ہوئی تھی اور ایک بوڑھے کو دیکھ کے الٹے قدموں لوٹنے لگی تھی کہ لیو نے اپنی اصلی آواز میں اسے روک لیا تھا۔ پھر اس نے میگی کو بتایا تھا کہ ڈکیتی میں حصہ لینے والا ایک اہم شخص کل صبح یہاں پہنچ رہا ہے۔ لیو نے سرد لہجے میں میگی سے کہا تھا "میں چاہتا ہوں کہ تم اس وقت خوابگاہ میں رہو اور نیم وا دروازے کی اوٹ میں کھڑی رہ کے ہم دونوں کی گفتگو بغور سنو۔ اپنے ساتھ میں تمہارا اطمینان بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ شخص ہمارے لئے کار آمد بھی رہے گا یا نہیں۔ آرٹ نے اس کے بارے میں اطمینان دلایا ہے اور اس کی ضمانت لی ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ بالکل اناڑی ہے۔ آج تک اس نے کسی واردات میں حصہ نہیں لیا۔ پولیس کے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہے اور میں اناڑیوں پر بھروسہ نہیں کرتا۔ یہ لوگ ناتجربہ کاری میں حماقتیں کرتے ہیں اور سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ اگر اس کے اعصاب جواب دے گئے اور بیچ منجدھار میں اس نے ہمیں پھنسوا دیا تو ہم کہیں کے نہیں رہیں گے۔ ہم بہت بڑی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اس کی آواز اور لب و لہجے پر غور کرنا، جو کچھ وہ کہے اسے توجہ سے سننا اور پھر نشست گاہ میں آ کے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالنا۔ اگر تمہیں اس کی اہلیت کے بارے میں ذرا بھی شبہ ہو تو اپنے بالوں میں انگلیاں پھیر دینا اور اگر تمہیں وہ بھروسے کے قابل دکھائی دے تو برملا اس کا اظہار کر دینا۔ اپنی پسندیدگی کا اعلان کر دینا"

میگی نے آنکھیں پٹ پٹاتے ہوئے اثبات میں سر کو جنبش دی اور بولی "یہ بہت بڑی واردات ہے نا؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے لیو۔ میں جیل جانا نہیں چاہتی۔ جیل جانے کی صورت میں مجھے تم سے علیحدہ ہونا پڑے گا اور تم سے جدائی کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی اگر تمہیں کامیابی کا پختہ یقین ہے تو میں ضرور اس واردات میں حصہ لوں گی اور بھرپور تعاون کروں گی۔"

"تمہاری طرح میں بھی جیل جانا نہیں چاہتا۔ اطمینان رکھو، کچھ نہیں ہوگا۔ کامیابی ہمارے قدم چومے گی"، لیو نے پرسکون آواز میں کہا تھا۔

دہلیز سے ایک فٹ دور کھڑے ہو کے مانک نے ہتھے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے اسی سالہ بوڑھے کا بنظر غائر جائزہ لیا۔ میگی کی طرح وہ بھی دھوکا کھا گیا۔ بوڑھے کے بہروپ میں جوان لیو کو نہیں پہچان سکا۔ اس نے سوچا "خدایا! مجھے اس بوڑھے کھوسٹ کے ساتھ کام کرنا ہوگا جو چل بھی نہیں سکتا۔"

مانک کی طرح لیو بھی اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی سرد اور عقابی نظریں مانک کے کرخت چہرے پر مرکوز تھیں رفتہ رفتہ اس کے جسم کا تناؤ ختم ہو گیا۔ یہ شخص خاصا مضبوط اور آہنی اعصاب کا مالک دکھائی دیتا ہے آرمی سارجنٹ ہونے کے ناطے یہ نظم و ضبط کا بھی پابند ہوگا مگر اس کی آنکھوں کے گرد پڑے ہوئے سیاہ حلقوں نے لیو کو پریشان کر دیا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی قدرے دھنسی ہوئی تھیں۔

"مجھے مانک کہتے ہیں" وہ مستحکم آواز میں بولا" اور آپ غالباً مسٹر وان ہیں؟"

"آؤ، یہاں میرے قریب بیٹھ جاؤ۔" لیو نے کہا

مانک نے پہلے تو دروازہ بند کیا، پھر اعتماد سے چلتا ہوا لیو کے قریب پہنچا اور بڑے سکون سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بہت خوب! تم ہی مانک ہو" لیو نے بوڑھے آدمی کی سی کانپتی ہوئی آواز میں کہا "مجھے اپنے بارے میں بتاؤ نوجوان۔"

مانک نے اب قریب سے بوڑھے کا غور سے جائزہ لیا تو اسے قدرے گڑبڑ کا احساس ہوا۔ تصنع کا نامعلوم سا احساس اس کے ذہن میں ابھرا۔ اس بوڑھے میں کوئی ایسی بات تھی جو اسے کھٹک رہی تھی۔

"میں یہاں کام کے سلسلے میں آیا ہوں" مانک نے کہا۔

"مجھے تمہارے بارے میں جاننے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" اس طرح تمہیں بھی...... میری شخصیت سے سروکار نہیں ہونا چاہیئے میں سمجھتا ہوں جو کچھ تمہیں میرے بارے میں بتایا گیا ہے، وہی کافی ہے۔ یہ بتاؤ کام کیا ہے؟ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

لیو اس کے اعتماد اور اس کی کھری باتوں سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ مضبوط جسم کے اس آرمی سارجنٹ کو پسند کرنے لگا تھا۔ مانک نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ یہ بڑی اچھی بات تھی کہ وہ بانونی نہیں تھا اور کام سے کام رکھنے کا عادی تھا۔ لیکن اسے پرکھنا اور جانچنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ سمجھ کے فیصلے کرنے کا عادی تھا۔ اور جو فیصلہ کر لیتا اس پر قائم رہتا تھا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا نشانہ بہت اچھا ہے۔ اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟"

"میرا خیال ہے اب یہ ڈرامہ ختم ہو جانا چاہیئے" مانک نے خشک لہجے میں کہا "دوسرے کمرے میں جو بھی شخص موجود ہے، برائے مہربانی اسے یہیں بلا لو۔ ہمیں فضول باتوں میں وقت

الفاظ دہرانے کی بجائے آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیئے۔ اپنے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے۔"

میگی لچکتی مٹکتی کمرے میں داخل ہوئی۔ مالنک پر ایک بھرپور نظر ڈالی اور پھر تالی بجا کے اسے داد دی اور بولی "واہ واہ! کیا بات ہے تمہاری بھی، تم کام کے آدمی دکھائی دیتے ہو۔"

لیو نے مالنک کو میگی کو حیرت سے تکتے دیکھا تو ایک زوردار قہقہہ لگایا وہ پہیوں والی کرسی سے اٹھا اور بڑی میز پر رکھی ہوئی بوتلوں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "آؤ تمہاری شمولیت پر ایک ایک جام پیتے ہیں۔"

مالنک ہکا بکا کھڑا اس اپاہج کو دیکھ رہا تھا جو جوانوں کی پھرتی سے کرسی سے اٹھ کے میز کی طرف بڑھا تھا۔ دلکش اور سمارٹ میگی نے بھی اسے گڑبڑا دیا تھا۔ پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

لیو نے میگی کی طرف اشارہ کر کے کہا "اس پٹاخہ لڑکی سے ملو۔ اس کا نام میگی ہے اور یہ ہمارے ساتھ کام کرے گی۔ تم کیا پینا پسند کرو گے؟"

"اسکاچ ٹھیک رہے گی" مالنک نے جواب دیا۔

"لو بھئی، اسکاچ پیو" لیو نے گلاس میگی کی طرف بڑھا کر کہا "میگی تم شراب کو ہاتھ نہ لگاؤ تو بہتر ہوگا۔ اسکاچ تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر دے گی۔ یہ گلاس مالنک کو دے دو میں اپنے لئے ایک پیگ بناتا ہوں۔"

مالنک سحر زدہ سا میگی کو دیکھ رہا تھا۔ بے خیالی میں اس نے گلاس کی بجائے میگی کا ہاتھ تھام لیا! اسے کرنٹ سا لگا اور تیزی سے اس نے ہاتھ چھوڑ کے گلاس تھام لیا۔ حسین و جمیل میگی نے چند لمحوں کے لئے اس کے ہوش اڑا دیئے تھے۔ میگی بھی اس کی مردانہ وجاہت سے متاثر ہوئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے مالنک کہ میں نے تمہیں پرکھنے کا ڈرامہ کھیلا لیکن یہ بہت ضروری تھا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آدمی کے انتخاب میں ہم غلطی تو نہیں کر رہے۔ تم دیکھے بھالے ہوتے تو کوئی بات نہیں تھی" لیو دوبارہ پہیوں والی کرسی پر بیٹھ گیا اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا "بہر حال، ہم مطمئن ہیں۔ ہمیں اب ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ تم کامیاب نہیں رہو گے۔ کیوں میگی کیا خیال ہے تمہارا؟"

میگی نے ایک سرد آہ بھری اور بولی "ہاں، مجھے یقین ہے کہ مالنک ہمارے لئے کامیاب ثابت ہوگا۔ میں تو اس کے شاندار مضبوط جسم کو دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی۔"

لیو نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا "گھبراؤ نہیں مالنک، میگی شرارتی اور کھلنڈری لڑکی ہے۔ بہت جلد تم اس کی باتوں کے عادی ہو جاؤ گے۔ مجھے بھی اس کے مزاج کو سمجھنے میں ایک عرصہ لگ گیا تھا۔"

اسی سالہ بوڑھے کو تیس سال کے جوان کا سا برتاؤ کرتے دیکھ کے مالنک کو بڑی حیرت ہوئی تھی مگر اب وہ سنبھل چکا تھا، وہ میگی کے سحر سے بھی نکل چکا تھا۔

"میگی، اب تم خاموش رہنا" لیو نے سنجیدگی سے کہا "میں کام کی بات پر آ رہا ہوں۔ مالنک، تم میری بات غور سے سنو۔ میں ایک اسی سالہ اپاہج اور امیر بوڑھے کا کردار ادا کروں گا اور میگی میری نرس بنے گی اور تم میرے ڈرائیور ہو گے۔ وردی تو تم لے آئے ہو نا؟"

"ہاں، وردی میرے سوٹ کیس میں رکھی ہے"

"خوب، اب غور سے ہمارا منصوبہ سنو"

اگلے بیس منٹ لیو جزئیات کے ساتھ مالنک کو منصوبہ سمجھاتا رہا، پھر بولا "تمہارا کام ہوٹل کے محافظوں کو گڑبڑ ہونے کی صورت میں پانچ چھ گھنٹوں کے لئے سلانا ہوگا۔ سوئیوں والے پستول کے بارے میں، میں تمہیں بتا ہی چکا ہوں، تم اس پستول کی مدد سے محافظوں کو میٹھی اور مزے کی نیند سلا دو گے"

لیو نے میگی کو اشارہ کیا اور وہ جھٹ پٹ ایک ننھا سا کھلونا پستول لے آئی، لیو نے پستول مالنک کو تھما دیا اور بات جاری رکھتے ہوئے بولا "پستول ذرا بھی مہلک نہیں ہے، کسی کے مرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تمہیں کرنا یہ ہوگا کہ نشانہ لے کر ٹریگر دبا دو گے اور سوئی محافظوں کی گردن میں پیوست ہو جائے گی پھر تم بڑی تجوری سے زیورات کے بکس نکالنے میں میری مدد کرو گے اور اس کے عوض تمہیں پچاس ہزار ڈالر دیئے جائیں گے۔"

مالنک نے اثبات میں سر ہلا کے کہا "ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تم نے میرے نشانے کے بارے میں سوال کیا تھا۔ یہ ایک انتہائی معقول سوال ہے کیونکہ اس سے پچاس ہزار ڈالر وابستہ ہیں" اس نے اٹھ کے کمرے کا جائزہ لیا "میں دیوار کی اس تصویر پر تجربہ کروں گا" مالنک نے دائیں جانب دیوار پر آویزاں ایک لڑکے کی تصویر کی طرف اشارہ کیا جو اس سے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر تھی "میں لڑکے کی بائیں آنکھ کا نشانہ لوں گا۔ یہ تجربہ کیسا رہے گا؟"

میگی اور لیو پلٹ کے تصویر کو دیکھنے لگے، انہیں پہلی بار اس تصویر کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

مالنک نے پستول بڑے اعتماد اور سکون سے [illegible] نشانہ لے کے ٹریگر دبا دیا۔ کھٹ کی بہت ہی ہلکی آواز سنائی دی۔

''اب دیکھو'' مالک نے کہا۔

لیونہیموں والی کرسی سے اٹھا۔ کمرہ عبور کیا اور تصویر کو دیکھنے لگا سوئی لڑکے کی بائیں آنکھ میں پیوست ہو چکی تھی۔

*

گیارہ بج کے چالیس منٹ ہوئے تھے۔ ہوٹل روز کے عظیم الشان نہانے کے تالاب کے گرد صاف ستھری وردیوں میں ملبوس نوجوان اور مستعد ویٹر مختلف مشروبات کی ٹرے اٹھائے چکراتے پھر رہے تھے۔ مہمانوں کی انگلیوں کے اشاروں پر وہ بری طرح ناچ رہے تھے۔ ان کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے۔

دلبر صبح سویرے ہی غسل سے فارغ ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ اپنی حسین اور نوخیز دلہن ماریا کے ساتھ تالاب کے کنارے خوش رنگ چھتری کے نیچے نیم دراز تھا۔ ماریا غسل کے لباس میں ایک رومانی ناول پڑھ رہی تھی اس وقت بھی وہ سولہ سنگھار کئے ہوئے تھی کیونکہ اس کا ارادہ تالاب میں غوطے لگانے کا نہیں تھا۔ وہ روزانہ شام کو ایک گھنٹہ تالاب میں ڈبکیاں لگاتی تھی اور پھر سیدھی اپنے کمرے میں پہنچ جاتی تھی جہاں اسے میک اپ کرنے اور بننے سنورنے میں دو گھنٹے لگ جاتے تھے۔ وہ ہوٹل کے مہمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے رات کے کھانے پر اپنے حسن جہاں سوز کو چمکا اور دمکا کے جاتی تھی۔ اس نے اپنے چمکیلے اور بھڑکیلے ملبوسات پیرس سے بطور خاص بنوا لئے تھے۔

دلبر اپنے ہنی مون سے آسودہ اور مطمئن تھا۔ اس کے شب و روز بڑے اچھے گزر رہے تھے۔ ہوٹل میں ہر طرح کا آرام اور آسائش مہیا کی گئی تھی۔ ان کے تمام دعوے سچ ثابت ہوئے تھے ان کو دنیا بھر کے لذیز ترین کھانے کھلائے گئے تھے۔ ہوٹل کے ملازمین خوش اخلاق اور شائستہ تھے وہ ادب و آداب کا ہر ممکن خیال رکھتے تھے۔ ہر مزاج کے مہمان سے نمٹنا اور اسے خوش رکھنا انہیں خوب آتا تھا۔ ماریا بھی بہت خوش تھی۔ اسے بس ایک شکایت تھی اور وہ تھی یہاں کی تیز دھوپ جو اس کے حسن کو رفتہ رفتہ ماند کر رہی تھی۔ ماریا ان دنوں اس تکلیف دہ احساس کے زیر اثر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی میک اپ کرنے لگی تھی۔ وہ ان عورتوں میں سے تھی جو ہر قسم کی آسائش سے ہوتے ہوئے بھی کوئی نہ کوئی نقص نکال لیتی ہیں کل سے وہ ہوٹل میں مہمانوں کی کثرت کی شکایت کر رہی تھی اور آج اس نے بڑے مزے کی شکایت کی تھی اسے شکوہ تھا کہ ہوٹل میں ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد زیادہ رہائش پذیر ہیں۔ دلبر نے اسے سمجھایا کہ یہ دنیا کا سب سے مہنگا اور سب سے اچھا ہوٹل ہے اور صرف زیادہ عمر کے لوگ ہی اس کے اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

''یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ میرے والد سارے اخراجات برداشت کر رہے ہیں'' دلبر نے کہا ''اگر وہ امیر نہ ہوتے تو ہم یہاں ٹھہرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔''

ماریا نے ناک بھوں چڑھا کے کہا تھا ''مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی قبرستان میں رہ رہے ہیں۔ ہر طرف بوڑھی روحیں گھومتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں۔''

''ہم جب چاہیں یہاں سے جا سکتے ہیں۔ تم غزوا سٹار کلب چلنا پسند کرو گی؟ وہاں صرف نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جاتی ہیں۔''

''توبہ کرو، میں مر کے بھی وہاں نہ جاؤں۔ میں نے سنا ہے دنیا جہاں کے غلیظ لڑکے اور لڑکیاں وہاں جاتے ہیں۔''

دلبر نے اپنی کلائی گھڑی پر نظر ڈالی اور اٹھتے ہوئے بولا ''مجھے ڈیڈی کو فون کرنا ہے۔''

''اوہ میرے خدایا! تم چین سے نہیں بیٹھ سکتے! تمہارا روز ڈیڈی سے بات کرنا بہت ضروری ہے؟ تم بچے ہو جوان سے بات کئے بنا نہیں رہ سکتے؟''

''ان کے لئے تو میں بچہ ہی ہوں'' دلبر نے کہا ''وہ مجھ سے گپ شپ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ انہیں نیند ہی نہیں آئے گی۔ تم آرام سے بیٹھی رہو، میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔''

دلبر مرکزی ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماریا نے لاپروائی کے انداز میں شانے اچکائے اور دوبارہ ناول پڑھنے لگی۔

دلبر بھی اپنے باپ سے بات کئے بنا نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ڈیڈی اس کے فون کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ ہر شام دلبر سے دس پندرہ منٹ ضرور بات کرتے تھے۔ وہ اسے اپنی دن بھر کی مصروفیات سے آگاہ کرتے تھے۔ دلبر کی جدائی نے انہیں اداس کر دیا تھا۔ انہوں نے ڈلاس میں دونوں میاں بیوی کے لئے بیس کمروں کا وسیع و عریض عالیشان مکان خریدا تھا اور اس کی آرائش اور زیبائش پر لاکھوں ڈالر خرچ کئے تھے وہ اپنے بیٹے کو خوش اور آسودہ دیکھنا چاہتے تھے۔

دلبر نے ماریا کو مکان کے بارے میں بتایا تو اس نے خوش ہونے کے بجائے ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ ڈلاس میں رہنا نہیں چاہتی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی دلبر کو سخت لہجے میں کہنا پڑا تھا کہ وہ ڈلاس میں رہنے پر مجبور ہے۔ ماریا نے بھی چپ رہنے میں عافیت سمجھی تھی۔

دلبر لفٹ کے ذریعے ہوٹل کی سب سے اوپری منزل پر پہنچا جہاں اس نے ہوٹل کا سب سے خوبصورت اور مہنگا فلیٹ لے رکھا تھا۔ ڈرائنگ روم میں پہنچ کر دلبر نے آپریٹر کو ڈلاس کا نمبر ملانے کی ہدایت کی۔ چند منٹ بعد ہی وہ اپنے باپ سے بات کر رہا تھا۔ سلاس نے اپنے بیٹے کو آج کی کامیابیوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور پھر اس کی دلہن کی خیریت معلوم کی۔ جلد از جلد گھر پہنچنے

کی نا کہہ کر کے اس نے دلبر کو شب بخیر کہا اور دلبر نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اینیا ماریا کے غسل خانے کی صفائی سے فارغ ہی ہوئی تھی کہ دلبر فلیٹ میں داخل ہوا تھا اور چند منٹ بعد وہ اپنے باپ سے فون پر بات کر رہا تھا اینیا دروازہ تھوڑا سا کھول کے دلبر کی باتیں سنتی رہی ٹیلیفون پر ہونے والی یکطرفہ گفتگو اس کے پلے نہیں پڑی۔ دلبر نے زیادہ تر ہاں اور نہیں میں بات کی تھی۔ اینیا کو اس گفتگو سے یقین ہو گیا کہ اب تک جو باتیں اس نے دلبر اور اس کے باپ سلاس کے بارے میں سنی ہیں۔ وہ سب حقیقت پر مبنی ہیں۔ سلاس بے اندازہ دولت کا مالک تھا۔ ہر آنے والا دن اس کے سرمائے میں اضافہ کر رہا تھا۔ اسے اپنے اکلوتے بیٹے دلبر سے بے انتہا محبت تھی۔ اینیا نے ایک ملازمہ سے یہ بھی سنا تھا کہ سلاس کو لوٹنے کی زبردست خواہش تھی۔ ملازمہ نے کہا تھا" وہ ذلیل عورت سلاس کی خواہش پوری کرنا نہیں چاہتی" اینیا نے سوچا ہیں دونوں میاں بیوی کو اس مسئلے پر بحث کرتے سن چکی ہوں۔ وہ کتیا خود غرض اور مطلبی ہے اسے اولاد سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔ دلبر اربوں ڈالر کے کاروبار اور جائیداد کا اکلوتا وارث ہے۔ بڑے میاں کے مرنے پر وہ ساری دولت کا مالک بن جائے گا۔"

اینیا سو نہیں سکی تھی۔ اس نے فنٹوش کی کشتی پر گھٹن آمیز کیبن میں گھنٹوں بات چیت میں گزارے تھے پہلے تو فنٹوش نے اینیا کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اینیا نے اس کی بہت منت سماجت کی تھی اور فنٹوش کے مسلسل انکار کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنا منصوبہ ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔ وہ دونوں بغور اینیا کی بات سنتے رہے تھے۔

اینیا کے چپ ہوتے ہی رابرٹو نے چلا کے کہا تھا" انتہائی احمقانہ منصوبہ ہے یہ! تم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو! جاؤ چلی جاؤ یہاں سے! دوبارہ یہاں آنے کی کوشش مت کرنا۔ تم ضرور ہوش و حواس کھو بیٹھی ہو"

فنٹوش نے رابرٹو کے شانے پر دھیمے سے ہاتھ رکھ کے کہا تھا" عجلت سے کام مت لو میرے دوست۔ مجھے یہ منصوبہ قابل عمل لگ رہا ہے۔ ہمیں اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اپنے آپ پر قابو پاؤ رابرٹو۔ جذباتی انداز میں سوچنے سے کام نہیں بنے گا۔"

"میں پھر کہتا ہوں۔ یہ قطعی احمقانہ منصوبہ ہے۔ پاگل پن کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔"

"یہ پچیس لاکھ ڈالر کا معاملہ ہے اور سنجیدگی سے سوچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اینیا کا منصوبہ قابل عمل ہے ہم نے سمجھ داری اور جرأت سے کام لیا تو بازی ہمارے ہاتھ رہے گی۔"

اینیا بغور ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے توقع تھی کہ اس کے منصوبے کی مخالفت ضرور ہو گی۔ رابرٹو کے احمق ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں تھا لیکن فنٹوش بے حد ذہین تھا۔ اینیا کی بات اس کی سمجھ میں آ چکی تھی دراز قد اور سنجیدہ فنٹوش نے اسے بہت متاثر کیا تھا۔ اس کے سر پہ بال نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر وہ فنٹوش کو منصوبے کی کامیابی کا یقین دلا دے تو وہ ضرور عمل کرے گا۔ اور وہ سب فاتحانہ قہقہے لگاتے ہوئے اپنے وطن روانہ ہو جائیں گے۔

فنٹوش نے اینیا کو بغور دیکھتے ہوئے کہا" چلو ایک بار پھر منصوبے کا تجزیہ کرتے ہیں۔ تمہارا کہنا یہ ہے کہ ہم ہوٹل روز کے پینٹ ہاؤس پہنچ کر کروڑ پتی جوڑے دلبر اور ماریا کو یرغمال بنا لیں تو بطور تاوان ہمیں پچیس لاکھ ڈالر مل سکتے ہیں، یہی خیال ہے نا تمہارا؟"

"ہاں۔ میرا منصوبہ یہی ہے" اینیا نے پرسکون آواز میں کہا "دلبر کا کروڑ پتی باپ اپنے بیٹے سے بے پناہ محبت کرتا ہے بیٹے کی جان کے عوض پچیس لاکھ ڈالر اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔"

"ہم پینٹ ہاؤس پر کس طرح قبضہ کریں گے؟" فنٹوش نے پوچھا۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس عورت کا ذہنی توازن بگڑ چکا ہے" رابرٹو نے غصے سے چلا کے کہا" میں ہوٹل روز کو اچھی طرح دیکھ چکا ہوں۔ وہاں مسلح محافظ ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے پینٹ ہاؤس تک پہنچنا دیوانے کا خواب ہے۔ سب سے اوپری منزل پر پہنچنا تو دور کی بات ہے۔ ہمیں ہوٹل میں گھستے ہی دھر لیا جائے گا۔۔۔۔۔ یہ قطعی احمقانہ خیال ہے۔"

فنٹوش نے دھیرے سے رابرٹو کے شانے کو تھپتھپایا اور دھیمی آواز میں بولا "میرے دوست۔ ذرا سوچو تو، پچیس لاکھ ڈالر کتنی اہمیت رکھتے ہیں اتنی بڑی رقم مل جائے تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے، ہم زندگی بھر عیش و آرام سے رہیں گے اتنی بڑی رقم کے لیے خطرہ تو مول لینا ہی ہو گا۔ ظاہر ہے یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ اس کے لیے بڑی ہمت اور دیدہ دلیری کی ضرورت ہے" پھر اس نے اینیا کو مخاطب کر کے پوچھا "یہ بتاؤ، ہم پینٹ ہاؤس تک کیسے پہنچیں گے؟"

"تم دونوں وہاں میرے ذریعے پہنچو گے" اینیا نے کہا" میں ہوٹل میں کام کرتی ہوں اور حفاظتی انتظامات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ محافظوں اور جاسوسوں سے نظر بچا کے کس طرح پینٹ ہاؤس تک پہنچا جا سکتا ہے" پھر وہ رابرٹو سے مخاطب ہو کے بولی "پولیس تمہاری تلاش میں ہے۔ وہ لوگ تمہیں گرفتار

کرنے کے لئے جگہ جگہ چھاپے مار رہے ہیں۔ کیا تم ہفتوں اس کیبن میں قید ہونا چاہتے ہو؟ کیا تمہیں احساس نہیں ہے کہ پینٹ ہاؤس میں پہنچ کے تم طاقتور ہو جاؤ گے ہوٹل کی انتظامیہ تمہارے حکم کی غلام ہو گی۔ وہاں سے تم جو چاہو گے، منگوا سکو گے۔ کھانا، اعلیٰ درجے کے سگریٹ، بڑھیا شراب، جو چاہو گے حاضر کر دیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہو گی کہ دلبر اور ماریا تمہارے رحم و کرم پر ہوں گے۔ تاوان کی ادائیگی کے بعد ہم سب دونوں میاں بیوی کو یرغمالی بنائے ہوئے کیوبا روانہ ہو جائیں گے۔ ہمارے پاس نوٹ ہی نوٹ ہوں گے۔ بڑے اور کرارے نوٹ۔"

رابرٹو منہ کھولے انیتا کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ سحر زدہ سا ہو گیا تھا۔ انیتا نے بات ختم کی۔ تو وہ چونک پڑا اور بولا "کہتی تو تم ٹھیک ہو۔ کیا واقعی تم ہمیں پینٹ ہاؤس میں پہنچا سکتی ہو؟"

انیتا نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ ایک اور مچھلی اس کے کانٹے میں پھنس چکی تھی۔ اس نے جو چارہ ڈالا تھا، وہ کارآمد ثابت ہوا تھا۔

"میں بتا چکی ہوں کہ ہوٹل کی ملازمہ ہونے کی وجہ سے میری آمد و رفت پر کوئی پابندی نہیں ہے" انیتا نے مستحکم لہجے میں کہا۔ "دوسری بات یہ ہے کہ میرے پاس اس دروازے کی ڈپلیکیٹ چابی ہے۔ جس سے ہوٹل کے ملازمین آتے جاتے ہیں۔ میرے پاس پینٹ ہاؤس کی ڈپلیکیٹ چابیاں بھی ہیں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ میں بہ آسانی تمہیں دلبر اور ماریا کے شاندار فلیٹ میں پہنچا سکتی ہوں"

"تمہارے پاس چابیاں ہیں؟" فنٹوش نے قدرے اونچی آواز میں کہا، "وہ چابیاں تم نے کس طرح حاصل کیں؟"

انیتا کو یاد آگیا۔ ایک مرتبہ پیڈرو نے اس سے کہا تھا "ہوٹل کے خاص فلیٹوں کی چابیاں بنوا کر رکھ لو، پتہ نہیں کس وقت تمہیں ان کی ضرورت پیش آجائے۔" پیڈرو نے موم کے ذریعے چابی کا سانچہ بنانے کا طریقہ بتایا تھا اور بعد میں ایک دوست سے اس نے ہوٹل کے اہم ترین دروازوں کی چابیاں بنوا دی تھیں۔

"تم آم کھاؤ رابرٹو۔" انیتا نے سرد لہجے میں کہا "پیڑ کیوں گن رہے ہو؟"

رابرٹو نے فنٹوش کی طرف دیکھ کے پوچھا "کیا خیال ہے تمہارا؟"

"مجھے تو انیتا کے منصوبے میں بظاہر کوئی خامی دکھائی نہیں دیتی مگر ایک اور شخص کی ضرورت پیش آئے گی۔ پتہ نہیں کتنا عرصہ ہمیں وہاں تاوان کا انتظار کرنا پڑے۔ ہمیں سونا بھی پڑے گا۔ ایک آدمی کا سونا اور دوسرے کا جاگنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ ہمیں تیسرے شخص کی ضرورت پڑے گی۔"

"تیسرے شخص کی جگہ میں سنبھال لوں گی" انیتا نے بڑے اعتماد سے کہا "مجھے کسی مرد سے کم مت سمجھو۔ اس سے پہلے کہ پولیس میرے شوہر کے نام کا پتہ چلائے، میں تم دونوں کے ساتھ اس منصوبے میں شریک ہو جاؤں گی۔ پولیس میرے گھر پہنچ جائے گی اور میں ملازمت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گی۔۔۔۔۔۔ مگر اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ پولیس میرے گھر پہنچے گی تو میں تم دونوں کے ساتھ پینٹ ہاؤس میں بیٹھی ہوں گی۔ ہمیں یہ معاملہ فوری طور پر طے کرنا ہو گا۔ وقت بہت کم ہے۔"

فنٹوش نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا پھر وہ رابرٹو سے مخاطب ہو کے بولا "انیتا کی بات میں وزن ہے۔ میں تمہارے منصوبے پر سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہتا ہوں انیتا تم کل رات میں یہاں آجاؤ تب میں تمہیں اپنے فیصلے سے مطلع کر دوں گا۔"

"یہ بات کل رات طے ہو جانی چاہیئے"

"تم بے فکر رہو۔ میں کل رات تمہیں اپنے حتمی فیصلے سے آگاہ کر دوں گا۔ تمہیں ہر حال میں ہاں یا نہ میں جواب مل جائے گا۔"

انیتا انہیں اپنے مضبوط دھاگے میں پرو چکی تھی، وہ رابرٹو کے چہرے پر نظریں مرکوز کر کے بولی "اب میری ایک بات غور سے سنو۔ میں تم دونوں کو پینٹ ہاؤس ایک شرط پر لے جاؤں گی۔"

دونوں چوکنا سے ہو گئے اور عجیب نظروں سے انیتا کو دیکھنے لگے۔

"اور وہ شرط کیا ہے؟" رابرٹو نے پوچھا۔

"میں تاوان کی رقم میں سے ایک ڈالر بھی نہیں لوں گی۔ مجھے پیسوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جو رقم ملے گی، تم دونوں آدھی آدھی بانٹ لینا لیکن تاوان کے ساتھ تمہیں یہ مطالبہ بھی کرنا پڑے گا کہ پیڈرو کو رہا کر دیا جائے اور اسے ہمارے ساتھ کیوبا جانے کی اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں یہ شرط منظور نہیں ہے تو میں تعاون نہیں کروں گی۔ میں تم دونوں کو پینٹ ہاؤس نہیں لے جاؤں گی۔"

رابرٹو کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا۔ وہ فنٹوش کو دیکھتے ہوئے چلا کے بولا "میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ عورت ذہنی توازن کھو چکی ہے! پیڈرو کے زخمی ہو جانے سے یہ پاگل ہو چکی ہے! پیڈرو شدید زخمی ہے! وہ بستر مرگ پر پڑا ہے! پولیس اسے کبھی رہا نہیں کرے گی۔ وہ دو افراد کی جان لے چکا ہے اور

پولیس کسی بھی حال میں ایسے آدمی کو رہا نہیں کرے گی۔ یہ سراسر دیوانے کا خواب ہے۔"

"بکواس بند کرو!" فنٹوش کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور وہ چلا کے بولا "انیتا بہن۔ یہ تم نے انتہائی کڑی شرط رکھی ہے لیکن اسے ناممکن بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہم پینٹ ہاؤس میں گھسنے میں کامیاب ہو گئے اور وہاں کا کنٹرول ہمارے ہاتھ آگیا تو ہم اپنی تمام شرائط ان سے منوا سکیں گے وہ ہمارے تمام مطالبات ماننے پر مجبور ہوں گے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے شوہر کو کھو بائے جانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ میں جو کہتا ہوں اسے پورا بھی کرتا ہوں۔ لوگ مجھے "سچائی کا علمبردار" کہتے ہیں۔ میں تم سے وعدہ کر رہا ہوں لیکن یہ کام بہت مشکل ہے۔"

"فنٹوش" انیتا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے سرد لہجے میں کہا "میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھ رہے ہو۔ پیڈرو کی سلامتی مجھے اس دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ میری زندگی ہے۔ حالات بدتر ہوئے اور پیڈرو کی رہائی مشکوک دکھائی دی تو میں اس ایبر کنبا مارہ کو جان سے مار دوں گی اور پھر بھی وہ پیڈرو کو رہا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو میں کروڑ پتی ولبر کو بھی جہنم رسید کر دوں گی۔ یہی بات تم سخت لہجے میں اعلیٰ حکام سے کہو گے۔ اگر انہوں نے تمہاری بات کا یقین نہیں کیا تو میں انہیں یہ بات کہوں گی اور وہ ہماری دھمکی کو سچ ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

فنٹوش محبت کی ماری اس عورت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا، اسے پہلی بار محبت کی قدر و قیمت اور طاقت کا احساس ہوا تھا۔ وہ ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں تھی۔ پہلی بار فنٹوش نے دل ہی دل میں اس عورت کے جوش اور جذبے کو سراہا۔ فنٹوش کو یقین تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے، وہ اس پر عمل بھی کر گزرے گی۔ وہ چند لمحے ساکت و صامت کھڑا انیتا کو گھورتا رہا۔ انیتا کے آہنی ارادے نے اسے متزلزل کر دیا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور بولا "تم جو کچھ چاہتی ہو، وہ ہو سکتا ہے۔ کل تم آجاؤ تاکہ تمہیں ہمارے حتمی فیصلے کا علم ہو سکے، ہاں ... ہونے کی صورت میں ہم بیٹھ کے لائحہ عمل مرتب کر لیں گے۔ میرے تعلقات خاصے وسیع ہیں۔ میں معلومات بھی حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے تو ہمیں تمہارے شوہر کے بارے میں معلوم کرنا پڑے گا کہ اس کی حالت کیسی ہے اور یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کل رات ڈیوٹی ختم کر کے تم یہاں پہنچو گی تو ہم تمام تفصیلات طے کر لیں گے۔"

تھکی ہاری انیتا فاتحانہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک معرکہ وہ سر کر چکی تھی۔ دوسرا معرکہ اس کے شوہر کو بچانے کا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ اپنے اس نصب العین میں بھی کامیاب ہو جائے گی۔ فنٹوش بھی اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا اور عقیدت سے مسکرا کے بولا "تم ایک وفا شعار اور جانثار بیوی اور بہت اچھی عورت ہو۔ ہم سب مل کے کام کریں گے۔"

وہ رخصت ہوئی تو رابرٹو پھٹ پڑا "اس کا دماغ چل گیا ہے! شوہر کی جدائی کے خوف سے اس کے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔"

فنٹوش نے بغور اپنے ساتھی کو دیکھا اور سر ہلا کے بولا "وہ اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور تم کیا جانو محبت کیا ہوتی ہے۔ عورت جب کسی سے سچا پیار کرتی ہے تو مرد سے زیادہ طاقتور ہو جاتی ہے۔ آؤ چلو، اب سو جائیں۔"

*

بارلو ہوٹل روز میں استقبالیہ کلرک تھا اور اس کی ڈیوٹی دن میں ہوا کرتی تھی۔ اس کا کام انتہائی خوش اخلاقی اور گرمجوشی سے مہمانوں کا استقبال کرنا، رجسٹر میں ان کا اندراج کرنا، انہیں ان کے مخصوص فلیٹوں میں سامان سمیت پہنچانا اور ان کا حساب کتاب تیار کرنا تھا۔ وہ یہ تمام فرائض بڑی خوش اسلوبی سے ادا کر رہا تھا۔ اس کی عمر پینتیس برس تھی مگر اپنے سلیقے اور رکھ رکھاؤ کی وجہ سے وہ پچیس سال کا دکھائی دیتا تھا وہ انتہائی وجیہہ، دراز قد اور اسمارٹ تھا۔ ہوٹل کی امیر اور بگڑی ہوئی عورتیں مختلف حیلوں بہانوں سے اس کے پاس جاتی تھیں اور اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرتی تھیں۔

اس روز صبح ہی سے گرمی ہو رہی تھی۔ جس کی سی کیفیت تھی۔ بارلو استقبالیہ کاؤنٹر پر مستعد کھڑا تھا۔ وہ لاؤنج کا جائزہ لے رہا تھا جہاں کئی ادھیڑ عمر جوڑے بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور مختلف مشروبات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس سے پہلے بارلو نے جتنے بھی ہوٹلوں میں کام کیا تھا۔ وہاں مہمانوں کی اکثریت نوجوانوں کی ہوتی تھی مگر ہوٹل روز میں معاملہ اس کے قطعی برعکس تھا۔ زیادہ تر مہمان ادھیڑ عمر اور بوڑھے تھے۔ بارلو کا پالا ایک سے ایک جھکی اور بالونی مہمان سے پڑتا تھا۔ یہ بوڑھے مہمان نت نئے ...... مطالبات کرتے تھے بے تحاشا کھاتے اور پیتے تھے اور ساتھ ساتھ ان کی زبان بھی قینچی کی طرح چلتی تھی۔ "یہ امیر لوگ کتنے ڈھیلے اور سرد مزاج ہوتے ہیں" بارلو نے سوچا "مگر انہی کے دم سے تو یہ ہوٹل چل رہا ہے۔"

بارلو کے سامنے ایک جھماکا سا ہوا۔ ایک تیز شعلہ سا لپکا

اور وہ آنکھیں پٹ پٹانے لگا۔ اسے اپنی نظروں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ اس قدر حسین اور پرکشش عورت آج تک اس کی نظر سے نہیں گزری تھی۔ اس کے ذہن پر خمار سا چھانے لگا تھا اور دل کی دھڑکن اعتدال پر نہیں رہی تھی۔

بیگی نے اس وقت انتہائی جاذب نظر اور چست لباس پہن رکھا تھا اور پرسے اس کی ہنگامہ خیز ادائیں تھیں۔ وہ اچھے خاصے سمجھ دار آدمی کو بھی پاگل بنا سکتی تھی۔

بیگی نرس کے لباس میں قیامت ڈھا رہی تھی۔ اس کی سیاہ خوبصورت آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔ بیگی کو اپنے حسن اور دلکشی کا بخوبی احساس تھا۔

"مسٹر دان نے آپ کے ہوٹل میں کمرہ محفوظ کروا رکھا ہے" وہ ایک ادائے خاص سے بولی۔

بارلو خاصی دیر پلکیں جھپکائے بغیر دل میں اتر جانے والی اس لڑکی کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے آپ پر قابو پا کے وہ مسکرایا اور دل پر لڑکی کو نقش کرتے ہوئے سر کو قدرے خم کر دیا۔

"جی ہاں۔ مسٹر دان کیلئے فلیٹ نمبر تین بالکل تیار ہے۔" بارلو نے کہا۔

"مسٹر دان باہر تشریف رکھتے ہیں" بیگی نے سنجیدگی سے کہا "وہ بیمار ہیں چل نہیں سکتے۔ یہاں آنے سے معذور ہیں انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ ان کی جگہ میں رجسٹر میں تفصیلات لکھوا کر دستخط کر دوں۔ میں ان کی نرس اسٹیلا ہوں۔" بیگی نے قدرے توقف کیا، پھر دل موہ لینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیر کے بولی "بتائیے، مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

بیگی کی مسکراہٹ نے گویا بارلو کو ہپناٹائز کر دیا تھا۔ پھر اس نے انگلیوں کے اشارے سے دو نوجوان ویٹروں کو بلایا۔ دونوں قریب پہنچے تو بارلو نے رجسٹر بیگی کی طرف بڑھایا اور بولا "آپ کو زحمت تو ہوگی۔ ازراہ کرم یہاں تفصیلات لکھ کے دستخط کر دیں پھر یہ لڑکے آپ کو بڑے آرام کے ساتھ آپ کے فلیٹ میں چھوڑ آئیں گے۔"

بیگی نے رجسٹر پر تفصیلات لکھ کے دستخط کر دیئے اور پھر ہونٹوں پر وہی پاگل کر دینے والی مسکراہٹ بکھیر لی۔ پھر وہ دونوں لڑکوں کے ساتھ باہر لانڈرے کی طرف چل دی۔

بارلو نے ایک گہرا سانس لیا۔ توبہ، کیا خوب عورت تھی اس نے سوچا اپنی تمام تر خوبصورتی اور دلکشی کے باوجود وہ ایک امیر اور اپاہج آدمی کی نرس ہے حالانکہ وہ ہالی ووڈ کی بڑی ہیروئن یا ملک کی صف اول کی ماڈل بن سکتی ہے۔

"یہ عورت کون تھی بارلو؟" کسی نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

بارلو نے چونک کے سر اٹھایا اور بری طرح گڑبڑا گیا "صبح بخیر مسٹر جہان" بارلو نے سر کو خم کر کے پرجوش لہجے میں کہا۔

ہوٹل روز کے مالک جہان کی عمر پچاس برس کے لگ بھگ تھی، وہ ایک خوش پوش، خوش اخلاق اور خوش اطوار شخص تھا۔ وہ ہر کام پھرتی اور مستعدی سے کرنے کا عادی تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس نے بہت قلیل مدت میں ہوٹل روز کو دنیا کا سب سے اچھا اور بڑا ہوٹل بنا دیا تھا وہ ہوٹل کے ادنیٰ اور اعلیٰ ملازمین کی ذرا سی سستی اور غفلت کو برداشت نہیں کرتا تھا۔

جہان روزانہ صبح ساڑھے نو بجے اپنے دفتر سے نکلتا اور ہوٹل کے ہر شعبے کا تنقیدی نظروں سے جائزہ لیتا تھا۔ وہ مسکرا کے ادنیٰ اور اعلیٰ ملازمین سے ملتا تھا اور انہیں کام بہتر کرنے کے نت نئے مشوروں سے نوازتا تھا۔ پھر وہ ہوٹل کے وسیع و عریض تہہ خانے میں پہنچ جاتا تھا۔ ....

تہہ خانے کی نگرانی کے لئے اس نے فرانس سے ایک پچاس سالہ تجربہ کار شخص کو بلوایا تھا۔ پھر وہ اپنے تین ریستورانوں کا دورہ کرتا تھا اور رات گئے تک مہمانوں کو پیش کئے جانے والے کھانوں کے بارے میں باورچیوں کو ہدایت اور مشورے دیا کرتا تھا۔ اس کی آنکھیں اس دوران میں باریک بینی سے ہر چیز کا جائزہ لیتی رہتی تھیں۔

جہان استقبالیہ کاؤنٹر کے قریب پہنچ گیا اور پوچھا "وہ حسین و جمیل لڑکی کون تھی!"

"مسٹر دان ابھی تشریف لائے ہیں۔ یہ ان کی نرس تھی" بارلو نے سر جھکا کے جواب دیا۔

"اوہ! اچھا مسٹر دان جو اپاہج ہیں" جہان نے مسکرا کے کہا "بہت خوب، بڑے میاں کی پسند تو بہت ہی اچھی ہے۔"

"جی ہاں جناب۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔"

جہان نے اثبات میں سر ہلایا اور مہمانوں کی مزاج پرسی کے لئے سوئمنگ پول کی طرف بڑھ گیا۔

ادھر فلیٹ نمبر تین میں بیگی، ببو اور مانک اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑکے سامان رکھ کے جا چکے تھے۔ انہوں نے سامان کھولنے کی پیشکش کی تھی مگر بیگی نے انہیں بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا تھا۔ برف کے ٹکڑوں سے بھری بالٹی میں عمدہ شیمپین کی دو بوتلیں دبی ہوئی تھیں۔ ایک بڑا سا گلدستہ میز پر رکھا تھا۔ ایک خوش رنگ ٹوکری میں انواع و اقسام کے پھل ان کے استقبال کو موجود تھے۔

"بہت خوب" ببو نے تعریفی نظروں سے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا "دوسرے کے مال پر عیش کرنے میں کتنا مزا آتا ہے۔"

مارٹنک، شیمپین کی ایک بوتل تو کھولو۔ جتنے دن ہم یہاں ہیں، زندگی کے مزے لوٹ لیں پھر نہ جانے ایسا عیش و آرام ملے یا نہ ملے۔"

مارٹنک شیمپین کی بوتل سے کشتی لڑ رہا تھا کہ میگی فلیٹ کا جائزہ لے کے واپس ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

"واہ واہ! کتنا شاندار فلیٹ ہے۔ ایسی جگہ تو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھی، آؤ تو سہی، دیکھو تو سہی!"

"یہ دنیا کا بہترین ہوٹل ہے" لیبو نے کہا "آؤ اسی خوشی میں ایک ایک جام پیتے ہیں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سب شیمپین کی چسکیاں لے رہے تھے۔ لیبو نے کہا "میگی۔ ہمیں وقت نہیں ضائع کرنا چاہیئے۔ تم جائزہ لینا اور اندازے لگانا شروع کر دو۔ تم اپنا کام تو جانتی ہی ہو۔ ہمیں سب سے پہلے یہ پتہ لگانا ہے کہ تجوری کہاں رکھی ہے"

"میں پہلے ہی ایک شکار تاڑ چکی ہوں" میگی مسکرا کے بولی "دانہ میں نے ڈال دیا ہے۔ بہت جلد وہ میرے جال میں ہوگا۔ استقبالیہ کلرک نوجوان اور وجیہہ ہے۔ میں اس سے دس منٹ تنہائی میں بات کروں گی اور وہ کٹھ پتلی بن جائے گا۔ ڈور میرے ہاتھ میں ہو گی۔ جو کام اس سے چاہوں گی کرا لوں گی۔"

"بہت خوب۔ تم آج ہی سے کام شروع کر دو۔"

❋

فنوڈش نے احترام سے انیتا کا استقبال کیا۔ وہ خاصی دیر سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ رابرٹو کیبن کے کونے میں بیٹھا بے چینی سے ناخن دانتوں سے کتر رہا تھا۔ کیبن میں شدید گھٹن اور حبس تھا۔ رابرٹو بہت مضطرب اور نروس دکھائی دے رہا تھا۔ انیتا بینچ پر دھپ سے بیٹھ گئی اور کہنیاں چکنی میز پر ٹکا دیں۔ یہ کھانے کی میز تھی اور اسے صاف کرنے کی بہت کم زحمت کی جاتی تھی۔

"میں نے صورت حال پر سنجیدگی سے غور کیا ہے" فنوڈش انیتا کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا "سب سے پہلے تو میں تمہارے شوہر کے بارے میں بتاتا ہوں وہ اب تک بے ہوش ہے لیکن اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ ڈاکٹر پوری توجہ سے اس کا علاج کر رہے ہیں۔ تمہیں اس کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

انیتا نے دونوں ہاتھ بھینچ لیے اور آنکھیں بند کر لیں فنوڈش نے انیتا کے چہرے پر بے وقوف اور نا کارہ پیڈرو کی محبت کو پڑھ لیا اور دل ہی میں اس عورت کے جذبے کو سراہنے لگا۔

"پولیس تمہارے شوہر کی شناخت کے لئے سر توڑ کوشش کر رہی ہے لیکن پیڈرو کی بے ہوشی نے ان کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کر دی ہے۔ میں نے اپنے تمام آدمیوں کو بتا دیا ہے کہ وہ اس بارے میں زبان بند رکھیں۔ پیڈرو کو ہوش آ بھی گیا تو وہ خاموش رہے گا۔ صورتحال خاصی اطمینان بخش ہے۔ اب ہمارے پاس وقت ہے جس میں ہم تمہارے منصوبے پر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم اطمینان اور سکون سے کام کریں گے اور عجلت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی گڑبڑ نہیں ہو سکے گی۔"

انیتا نے فنوڈش کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا "میرا شوہر تو بچ جائے گا نا؟"

"ہاں۔ جس وارڈ میں پیڈرو زیر علاج ہے، وہیں میرا ایک دوست کام کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ پیڈرو شدید زخمی ہے مگر اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔"

آنسو انیتا کے رخساروں پر بہنے لگے جنہیں اس نے جلدی سے پونچھ ڈالا۔ وہ خود پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

"اب ہم کیا کریں؟" انیتا نے پوچھا۔

"ہمیں پیڈرو کی حالت بہتر ہونے تک انتظار کرنا ہوگا۔ موجودہ حالت میں وہ سفر کے قابل نہیں ہے۔ ہم نے اس مرحلے پر جلد بازی کا مظاہرہ کیا تو اس کے ہولناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اسے انتہائی نگہداشت کے وارڈ سے نکال لیا تو وہ بچ نہیں سکے گا۔ فی الحال اس کا ہسپتال میں رہنا بے حد ضروری ہے۔ بات یہ ہے انیتا کہ میں صرف پیسوں کے لئے نہیں سوچتا۔ دولت ہی میرا مطمع نظر نہیں ہے مجھے تمہارے شوہر کا بھی خیال ہے۔"

انیتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں تمہارے منصوبے کی طرف آتا ہوں" فنوڈش نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "میں نے اس بارے میں بہت غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پیڈرو کو رہا کروانے کے لیے ہمیں اعلیٰ حکام پر زبردست دباؤ ڈالنا پڑے گا۔ دباؤ اتنا زیادہ ہونا چاہیئے کہ پولیس پیڈرو کو رہا کرنے پر مجبور ہو جائے۔"

انیتا کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں اور وہ تردد سے بولی۔

"دباؤ کیسا دباؤ؟ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکی ہوں"

"یہ بات تو طے ہے کہ ہوٹل روز دنیا کا سب سے اچھا اور مہنگا ہوٹل ہے۔ کروڑپتی سیاح اس ہوٹل میں قیام کو باعث صد افتخار سمجھتے ہیں۔ جو لوگ ہوٹل کے بے پناہ اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے ان کی یہی حسرت ہوتی ہے کہ وہ ہوٹل روز کے نیم

ریستورانوں میں سے کسی ایک میں ایک وقت کا کھانا ہی کھائیں۔ میرا ایک بہت اچھا دوست بلدیہ میں ملازم ہے۔ مجھے بتاتا ہے کہ ہوٹل روز کے بند ہونے سے بلدیہ کی آمدنی آدھی سے بھی کم رہ جائے گی۔ ہوٹل کا مالک جیان بہزر کا خاص دوست ہے اب اگر جیان کو یہ باور کرا دیا جائے کہ ہوٹل میں کسی مقام پر بم چھپا دیا گیا ہے اور اس نے میئر پر دباؤ ڈال کر پیڈرو کو پولیس کے تسلط سے نہیں چھڑایا تو ایک زبردست دھماکہ ہوگا۔ طاقتور بم اس کے عالی شان ہوٹل کو کھنڈر میں تبدیل کر دے گا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جیان پر یہ دھمکی کارگر رہے گی اور وہ پیڈرو کو رہا کرانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا۔ جیان کو یہ بتا دیا جائے گا کہ بم پھٹنے سے جو تباہی مچے گی، اس کے نتیجے میں ہوٹل کئی ماہ تک بند رہے گا۔"

"فرض کرو میئر اور پولیس پر تمہاری دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا تو کیا ہوگا؟" انیتا نے پوچھا۔

فنوشن کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ بکھر گئی اور وہ سرد لہجے میں بولا "میں کبھی خالی خولی دھمکی نہیں دیتا۔ بم واقعتاً ہوٹل میں کسی جگہ چھپا دیا جائے گا۔ تمہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی پڑے گی۔ جہاں بم کو اسٹاف کی نظروں میں آئے بغیر کئی دن تک چھپایا جا سکے۔ یہ بات طے ہے کہ اطلاع ملتے ہی وہ بم کی تلاش میں پورے ہوٹل کو کھنگال دیں گے۔ یہ بے حد ضروری ہے کہ بم ایسی جگہ چھپایا جائے جو تلاش کے دوران ان کے ذہن کے بعید ترین گوشے میں بھی نہ آئے۔"

انیتا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور وہ بے یقینی سے فنوشن کو دیکھتی رہی اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اور وہ سنبھلنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ چند لمحوں میں اس نے خود پر قابو پا لیا تھا اور تعجب خیز لہجے میں پوچھا "کیا تمہارے پاس بم ہے؟"

فنوشن نے اثبات میں سر ہلایا اور بولا "تین چار روز میں دو بم مجھے مل جائیں گے۔ میرے دوستوں اور جاننے والوں کا حلقہ بے حد وسیع ہے میں نے اس مسئلے پر ایک شخص سے بات کی تھی۔ یہ شخص بم بنانے کا ماہر ہے اور میری وجہ سے ایک مرتبہ وہ بیس سال کے لیے جیل جانے سے بچ گیا تھا اور اسی احسان کے بوجھ تلے وہ یقینی طور پر میرے لیے بم بنا دے گا۔ میں نے اپنی ضرورت کو دیکھتے ہوئے دونوں بموں کے بارے میں اسے تفصیل سے بتا دیا تھا اور اس وقت وہ ایک خفیہ جگہ پر میرے لیے بم بنا رہا ہوگا ایک بم تو بہت چھوٹا اور کم طاقت کا ہوگا جس کے پھٹنے سے ہوٹل کو زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا لیکن دوسرا بڑا اور طاقتور بم پھٹے گا تو جیان کا تختہ ہو جائے گا اس کی ساکھ ـــ متاثر ہو گی اور یہ بات وہ کسی طور بھی برداشت نہیں کرے گا۔ پینٹ ہاؤس میں پہنچنے کے بعد مجھے صرف بٹن بزار دبانا ہوگا اور پہلا اور چھوٹا بم پھٹ پڑے گا۔ یہ بم جیان کو اچھی طرح سمجھا دے گا کہ میں جو دھمکیاں دے رہا ہوں وہ دوسرے بم کی موجودگی کا یقین کرنے پر مجبور ہو جائے گا وہ سمجھ جائے گا کہ اگر میں نے دوسرا بٹن دبا دیا تو اس کا شاندار ہوٹل ملیا میٹ ہو جائے گا۔"

انیتا کا چہرہ جوش اور ولولے سے تمتما رہا تھا۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ پُرجوش لہجے میں بولی۔

"یہ تو زبردست منصوبہ ہے۔ تم واقعی سچائی کے علمبردار ہو، اب یہ بتاؤ کہ میں بموں کو کہاں چھپاؤں گی؟"

"یہ تم نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ چھوٹا بم تو ہوٹل کے مرکزی دروازے کے آس پاس رکھا ہونا چاہیئے۔ بم اتنا کم طاقتور ہو کہ اس کے پھٹنے سے کسی کو نقصان نہ پہنچے لیکن بم کا دھماکہ بہت زوردار ہونا چاہیئے تاکہ کھڑکیوں کے چند شیشے ٹوٹ جائیں اور ہوٹل میں افراتفری پھیل جائے۔"

"یہ بم کہاں رکھا جائے گا؟"

"یہی تو بہت بڑا مسئلہ ہے اس کے بارے میں میں مسلسل سوچ رہا ہوں اور کوئی حل اب تک میرے دماغ میں نہیں آسکا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا تھا کہ ہوٹل کا قلب کس جگہ ہے۔ جہاں سے پورے ہوٹل کو کنٹرول کیا جاتا ہے؟ اور فوراً میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ باورچی خانے سے زیادہ اہمیت کی کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی اگر ہم نے باورچی خانے کو بم سے اڑانے کی دھمکی دی تو جیان کے ہوش اڑ جائیں گے وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ اس کا ہوٹل فوری طور پر رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔ میرے ذہن میں جو بہت محفوظ جگہ ابھری ہے وہ ہوٹل کا بڑا باورچی خانہ ہے اور اب یہ تمہارا کام ہوگا کہ ہوٹل میں بم ایسی جگہ چھپاؤ کہ کسی کے ہتھے نہ لگے۔"

انیتا نے ایک گہرا سانس لیا اور بولی۔ "یہ کام آسان نہیں ہے۔ چھٹی کے لئے علیحدہ اسٹاف موجود ہے اور رات کی ڈیوٹی پر دوسرے لوگ آ جاتے ہیں۔ باورچی خانہ کبھی بند نہیں ہوتا۔"

"اگر تم چاہتی ہو کہ پیڈرو کو پولیس کے شکنجے سے آزاد کرایا جائے تو تمہیں یہ کام کرنا ہی پڑے گا۔ اب بھی وقت ہے ٹھنڈے دل سے سوچو۔ میں بھی اس مسئلے پر بہت سوچ بچار کر چکا ہوں اور میرے ذہن میں اس مسئلے کا یہی ایک حل ہے پیڈرو کو آزاد کرانے کی دوسری کوئی تدبیر فی الحال میرے ذہن میں نہیں آ رہی۔"

ایما چند لمحے ساکت و جامد بیٹھی رہی، سوچتی رہی پھر اس نے اثبات میں سر کو جنبش دی اور اپنی نشست سے کھڑی ہو گئی اس نے ایک اور گہرا سانس لیا اور بولی ”میں ایسی جگہ ڈھونڈ نکالوں گی جہاں تمہارا بم رکھا جا سکے۔ تم بہت ذہین آدمی ہو فنٹوش۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے۔ بہت بہت شکریہ“

ایما کے جاتے ہی رابرٹو چلایا ”میں پوچھتا ہوں اس کتکے پیڈرو کی اہمیت ہی کیا ہے۔؟ پچیس لاکھ ڈالر بہت ہوتے ہیں بھول کو جہنم میں ڈالو۔ فنٹوش۔ ایما پاگل ہو چکی ہے اور ایک پاگل عورت کی تجویز پر عمل کر کے ہم بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

”اگر ممکن ہوا تو پیڈرو ہمارے ساتھ ہی کیوبا روانہ ہو گا“ فنٹوش نے کہا۔ ”میں ایما کو زبان دے چکا ہوں اور اس کا پاس میں ضرور کروں گا یہ میرا حتمی فیصلہ ہے“

”میری بات تو سنو فنٹوش“ رابرٹو نے کہا ”ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ تم کتنی بڑی مصیبت مول لے رہے ہو۔ عام آدمی سے تو نمٹا جا سکتا ہے لیکن حکومت سے ٹکر لینا آسان کام نہیں ہے۔ یہ لوہے کے چنے ہیں جو چبائے نہیں جا سکتے۔ کیا تم۔۔۔۔“

فنٹوش۔۔۔ اس کی بات کاٹ کر بولا ”اگر تمہیں مجھ سے اس معاملے میں اختلاف ہے تو تم جا سکتے ہو۔ اگر تم گئے اور پولیس نے تمہیں گرفتار کر لیا تو میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ یہاں رہنا ہے تو تمہیں میری مرضی کے مطابق چلنا ہو گا ورنہ دروازہ کھلا ہے۔ تم بڑے شوق سے جا سکتے ہو۔“

رابرٹو تھوڑی دیر خاموش اور ساکت بیٹھا رہا۔ اسے احساس تھا کہ اس کے لئے فنٹوش کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور بولا ”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ کام کروں گا“

فنٹوش نے جھک کے رابرٹو کی پشت پر تھپکی دی اور بولا ”تم نے عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ آؤ اس خوشی میں ایک ایک پیگ پیتے ہیں اور یاد رکھو میرے دوست، میں اصولوں کا پابند ہوں۔ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی اور عین وقت پر جھگڑا کھڑا کیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا۔“

چند لمحے دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے رہے پھر رابرٹو نے کہا ”میں تمہاری بات سمجھ چکا ہوں۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہو گی۔“

*

پولیس کے چھ مستعد اور ذہین جاسوس اور بارہ دوسرے افسران بیسیوں سپاہیوں کے ساتھ شہر کے مختلف مقامات پر رابرٹو کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ ان کے پاس پیڈرو کی تصاویر بھی تھیں جو ہسپتال میں بے ہوش پڑا تھا اور لمحہ بہ لمحہ موت سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ اب تک کسی نے اقرار نہیں کیا تھا کہ وہ اس شخص سے واقف ہے۔ کیوبا کا ایک بھی باشندہ اس بارے میں زبان کھولنے پر آمادہ نہیں تھا۔ رابرٹو کو بھی کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ فنٹوش نے تاکید کر دی تھی اور یہ بات جنگل کی آگ کی طرح کیوبا کے تمام لوگوں میں پھیل چکی تھی۔ پولیس کے تمام لوگ بری طرح خوار ہو رہے تھے۔

سارجنٹ ٹام اور اس کا ساتھی میکس ساحلی علاقے میں گھوم رہے تھے۔ ٹام کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ کیوبا کے لوگوں کی سات پشتوں کو کوس رہا تھا۔ انہیں بے بھاؤ کی سنا رہا تھا رابرٹو کو جس کشتی والے نے پستول دلوایا تھا۔ وہ ہزاروں میل دور جا چکا تھا۔ ریکارڈ سے معلوم ہوا تھا کہ رابرٹو نے پستول واپس نہیں کیا تھا۔ ٹام کا خیال تھا کہ بندرگاہ کے چوکیداروں کو رابرٹو کے بارے میں معلوم ہو گا لیکن انہیں بندرگاہ کے علاقے میں گھومتے ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے تھے اور اب تک کسی بھی شخص نے رابرٹو کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں بتایا تھا۔ ٹام کا پارہ چڑھا ہوا تھا۔ اس کا موڈ انتہائی ناخوشگوار ہو رہا تھا کہ میکس نے خاکی وردی میں ملبوس دو مسلح محافظوں کی طرف اشارہ کیا جو ایک چبوترے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ وہ دونوں ان کے پاس پہنچ گئے۔ ٹام نے اپنا شناختی کارڈ دکھایا اور رابرٹو کی تصویر دکھا کے پوچھا۔ ”اس شخص کو جانتے ہو؟“

ادھیڑ عمر اور بھاری بھرکم محافظ نے تصویر کو بغور دیکھا اور پھر اپنے نوجوان ساتھی کی طرف بڑھا دی۔ نوجوان نے بھی تصویر کو غور سے دیکھا اور بولا ”یہ تو رابرٹو ہے۔ وہ کسی زمانے میں یہاں ایک کشتی پر کام کرتا تھا“

”جی ہاں“ ادھیڑ عمر محافظ نے کہا ”اس کا تعلق کیوبا سے ہے۔ وہ کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گیا ہے؟“

”اس سے ہمیں اہم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں“ ٹام نے کہا ”بتا سکتے ہو کہ اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟“

ادھیڑ عمر محافظ نے لاپرواہی کے انداز میں شانے اچکائے اور بولا ”اب تو وہ اس علاقے میں کام نہیں کرتا۔ مہینوں ہو گئے اسے دیکھے ہوئے“

نوجوان محافظ نے کہا ”تم فنٹوش سے مل لو۔ وہی تمہیں کچھ بتا سکتا ہے۔ وہ اور رابرٹو دوست ہیں۔ فنٹوش کی مچھلیاں

پکڑنے کی کشتی بندرگاہ کے اختتام پر برتھ نمبر تین میں کھڑی ہوگی۔ رابرٹو کے بارے میں تمہیں وہی بتا سکتا ہے۔"

نوجوان محافظ نے فنٹوش کے بارے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا ٹام نے ان کا شکریہ ادا کیا اور میکس کو چلنے کا اشارہ کیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ برتھ نمبر تین کے قریب کھڑے تھے فنٹوش کی کشتی دو بڑی کشتیوں کے درمیان کھڑی تھی۔ کیبن میں روشنی ہو رہی تھی کشتی پر چڑھ کے ٹام نے خالص پولیس والوں کے سے انداز میں چلا کے کہا "ہیلو فنٹوش! پولیس!"

اندر فنٹوش اور رابرٹو شروب کے گلاس ٹکرانے ہی والے تھے کہ انہیں یہ تحکمانہ آواز سنائی دی۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ منجمد سے ہو گئے۔ رابرٹو کا چہرہ فق ہو گیا۔ اس کا جسم خوف کے مارے بری طرح کانپنے لگا اس کے سان و گمان میں بھی نہ تھا کہ پولیس اتنی جلدی اس تک پہنچ جائے گی فنٹوش نے اس کا بازو تھام لیا اور سرگوشی میں بولا "فکر مت کرو، میں ابھی تمہارا انتظام کرتا ہوں" یہ کہہ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے میز اٹھا کر ایک طرف رکھی اور فرش کا بڑا سا تختہ اٹھا دیا۔ یہ بڑا سا سیاہ سوراخ تھا جس میں سے سڑی ہوئی مچھلی کی بساند آ رہی تھی۔ وہ پلٹ کر رابرٹو سے دھیمی آواز میں بولا "اس میں گھس جاؤ بالکل خاموش رہنا۔ ان پولیس والوں سے نمٹنا مجھے خوب آتا ہے۔"

رابرٹو تیزی سے سیاہ سوراخ کی طرف بڑھ گیا فنٹوش نے اطمینان سے کیبن کا دروازہ کھولا اور باہر نکل کے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ کیبن سے خاصی دور کھڑے ہوئے ٹام کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم فنٹوش ہو؟" ٹام نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ میرا نام فنٹوش ہے" فنٹوش نے بلا جھجک پُرسکون آواز میں کہا "فرمایئے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"رابرٹو کہاں ہے؟ ہمیں اس کی تلاش ہے"

"آپ میرے دوست رابرٹو کے بارے میں معلوم کر رہے ہیں؟" فنٹوش نے مسکرا کے پوچھا۔

"زیادہ باتیں مت بناؤ! وہ قتل کی واردات میں ملوث ہے سیدھی طرح بتا دو۔ کہاں ہے وہ؟"

"وہ قتل کی واردات میں ملوث ہے؟" فنٹوش نے حیرت سے کہا "اوہ! میں سمجھ گیا۔ اب ساری بات میری سمجھ میں آ چکی ہے۔"

"کیا بات سمجھ میں آ گئی ہے؟" ٹام نے بدستور سخت لہجے میں پوچھا۔

"بات یہ ہے جناب کہ میرا دوست رابرٹو کل رات میرے پاس آیا تھا۔ وہ کچھ گھبرایا ہوا اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ فوری طور پر ہوانا جا رہا ہے اور اسے پیسوں کی اشد ضرورت ہے۔ میں اپنے دوستوں کا بہت خیال رکھتا ہوں۔ ان کی ہر ممکن جائز مدد کرتا ہوں۔ میری ایک یہ عادت بھی ہے کہ میرا کوئی دوست مصیبت میں ہوتا ہے تو میں سوالات نہیں کرتا۔ میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا اور چپ چاپ ان کی ضرورت پوری کر دیتا ہوں۔" لمحہ بہ لمحہ ٹام کی بیزاری اور غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور فنٹوش اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"میں نے رابرٹو کے ساتھ بھی یہی کیا۔ خاموشی سے دو سو ڈالر اس کے حوالے کر دیئے۔ میرا دوست رابرٹو رات ہی ایک تیز رفتار کشتی میں ہوانا روانہ ہو گیا تھا اور اب تو وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا ہو گا۔"

"وہ کون سی کشتی میں روانہ ہوا تھا؟" ٹام نے پوچھا

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ بندرگاہ پر اس کے بہت سے دوست ہیں۔ بعض مچھلیاں پکڑتے ہیں اور بعض کاروبار کے لئے ہوانا جاتے ہیں۔ ہم کیوبا کے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ میں تو اپنے کیبن سے کل رات کے بعد نکلا بھی نہیں۔ پھر میں کیسے بتا سکتا ہوں کہ وہ کون سی کشتی میں کیوبا گیا ہے۔"

ٹام غصے سے آگے بڑھا اور اس کے شانے پر ہاتھ مار کے بولا "میرا خیال ہے رابرٹو اس وقت تمہاری کشتی پر موجود ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو کہ وہ ہوانا جا چکا ہے۔"

"جناب، میں اس علاقے میں اپنی دیانت اور صداقت کی وجہ سے مشہور ہوں۔ مجھے لوگوں نے "سچائی کا علمبردار" کا خطاب دیا ہے۔ آپ بڑے شوق سے میری کشتی کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ رابرٹو اس وقت ہوانا میں اپنے گھر میں بیٹھا ہو گا۔ اور ہاں آپ کے پاس تلاشی کا وارنٹ تو ہو گا؟ میرا خیال ہے کسی کے گھر یا دفتر وغیرہ کی تلاشی لینے کے لئے وارنٹ ضروری ہوتا ہے۔ چند ماہ پہلے ایک بڑے پولیس افسر نے بغیر وارنٹ میرے دوست کے گھر کی تلاشی لی تھی اور اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔"

ٹام نے اپنی ٹائی ڈھیلی کی اور قدرے نرم لہجے میں بولا "زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش مت کرو فنٹوش۔ یہ قتل کا کیس

ہے اور تم بھی اعانت کے جرم میں پھنس سکتے ہو۔ تمہیں آسانی پانچ سے دس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔ میں تم سے پھر پوچھ رہا ہوں، رابرٹو کہاں ہے؟"

فنٹوش نے نفی میں سر ہلایا اور بولا "میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس وقت وہ ہوانا میں ہوگا۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ چاہو تو کیوبا کے کسی بھی باشندے سے پوچھ سکتے ہو۔ وارنٹ کو رہنے دو، اچھی طرح تلاشی لے لو۔ پھر تمہیں یقین آجائے گا کہ لوگ مجھے سچائی کا علمبردار ایسے ہی نہیں کہتے۔"

ٹام کا دل چاہا کہ دروازہ کھول کے کیبن کی تلاشی لے لے مگر دوسرے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پا لیا۔ اپنی خواہش کو دبا لیا۔ اسے یقین تھا کہ تلاشی لینے پر رابرٹو نہ ہوا تو فنٹوش میئر سے اس کی شکایت کر دے گا۔ وہ اس بارے میں اپنا قانونی حق استعمال کرے گا۔ ٹام نے طے کیا کہ وہ اب اس خطرناک معاملے میں نہیں پڑے گا اور چیف کو صورت حال سے آگاہ کر دے گا۔

فنٹوش نے اس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا لیا کہ اس کا اندھیرے میں پھینکا ہوا تیر صحیح نشانے پر لگا ہے۔ ٹام اس کے فریب میں آچکا تھا۔ فنٹوش نے ایک جمائی لی اور بولا "مجھے نیند آ رہی ہے جناب۔ میں جلدی سونے کا عادی ہوں۔ آپ کو بھی نیند آ رہی ہوگی۔ شب بخیر۔"

فنٹوش کیبن کی طرف چل دیا۔ ٹام نے ایک گہرا سانس لیا اور میکس کو چلنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا۔

❋

ماریا کا موڈ انتہائی خوشگوار ہو رہا تھا۔ وہ اپنے زیورات اور بھڑکیلے قیمتی لباس سے ہوٹل کے مہمانوں کو مرعوب کرنا چاہتی تھی۔ اس نے ولبر کو بتایا کہ رات کا کھانا وہ ایمپریس ریستوران میں کھائیں گے۔ ولبر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔ ہوٹل روز کا یہ تیسرا ریستوران صرف ہوٹل کے مہمانوں کے لئے مخصوص تھا۔ شور شرابے سے دور اس خوبصورت ریستوران کی ایک عالم میں دھوم تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے ماریا؟" ولبر نے تعجب خیز لہجے میں کہا "وہ ریستوران تو بوڑھے اور ادھیڑ لوگوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ ہمیں ایسی جگہ چلنا چاہئے جہاں رقص اور موسیقی کا اہتمام ہو۔"

"نہیں ہم رات کا کھانا وہیں کھائیں گے" ماریا نے ایک شان بے نیازی سے کہا "میں ان بوڑھی بیوقوف عورتوں کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ میرے پاس ان سے کہیں زیادہ قیمتی اور اچھے زیورات ہیں۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" ولبر نے پیار بھری نظروں سے بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا "میں تمہارے زیورات لے آتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اس خفیہ تجوری کی طرف بڑھ گیا جو ہوٹل کے مالک جیان نے حال ہی میں لگوائی تھی۔ تجوری ایک تصویر کے پیچھے تھی۔ ولبر نے تجوری کھول کر چمڑے کا سرخ لفافہ نکال لیا۔ لفافہ سنگھار میز پر رکھ کر اس نے ٹائی ڈھیلی کی اور ماریا کو دیکھنے لگا جو بڑے انہماک سے میک اپ کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر وہ ٹکٹکی باندھے بیوی کو بنتے سنورتے دیکھتا رہا پھر ایک گہرا سانس لے کر اس نے میز سے ایک سنسنی خیز ناول اٹھایا اور اطمینان سے پڑھنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ ماریا کا بناؤ سنگھار ایک ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہے گا۔

ادھر میگی لیو کی پہیوں والی کرسی کو دھکیلتی ہوئی ایمپریس ریستوران میں داخل ہوئی۔ ان کے آنے سے ریستوران میں ہلکی سی ہلچل مچ گئی۔ بوڑھے جوڑے پہلے ہی اپنی مخصوص نشستوں پر براجمان تھے۔ ویٹر کھانے پینے کی مختلف اشیاء ٹرے میں اٹھائے میزوں کے درمیان پھر رہے تھے۔ ریستوران کے منتظم نے بڑے ادب و احترام سے ان کا استقبال کیا۔ اور ایک دور افتادہ گوشے کی میز تک ان کی رہنمائی کی۔ فوراً ہی کھانے کی لمبی چوڑی فہرستیں ان کے سامنے میز پر رکھ دی گئیں۔ اس دوران لیو چڑچڑے اور سنکی بوڑھے کا کردار بڑی خوبصورتی سے ادا کرتا رہا۔ اس نے کئی چیزوں کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ میگی نے انہیں اشاروں میں سمجھا دیا کہ بڑے میاں بدمزاج اور نک چڑھے ہیں۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ لیو اپنے کردار کو حقیقی بنانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ کھانوں کی قیمتیں دیکھ کر ان کے سانس اوپر کے اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ لیو ریستوران کی سب سے سستی ڈش تلاش کرنے لگا۔ اور بڑی مشکل سے اسے ایک کم قیمت کی ڈش مل ہی گئی جس کی قیمت ۳۵ ڈالر تھی۔ اتنی رقم میں تو وہ کئی دن گزار سکتا تھا۔ میگی نے اس ڈش کی پسندیدگی پر لیو سے سخت احتجاج کیا۔ وہ ریستوران کے مشہور اور مہنگے کھانے منگوانا چاہتی تھی۔ لیو نے اس کی بات نہیں مانی اور میگی نے برا سا منہ بنا کے سر جھکا لیا۔ کھانا میز پر چن دیا گیا اور میگی چونک کے جلدی جلدی اس طرح کھانے لگی جیسے تین دن کی بھوکی ہو۔

لیو نے ہال میں بیٹھی ہوئی عورتوں کا جائزہ لیا۔ سبھی نے قیمتی زیورات پہن رکھے تھے۔ اس نے ایک ادھیڑ عورت کے ہار کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اس کی قیمت ایک لاکھ ڈالر سے کم نہیں ہوگی۔

اسی لمحے ولبر اور ماریا ایک شان استغنا کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے۔ ماریا کا سر فخر سے بلند تھا اور وہ کسی ملکہ کی طرح آہستہ

آہستہ چل رہی تھی۔ لیو کے انداز میں عاجزی و انکساری تھی ہونٹوں
پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ اُن کی آمد سے ہال میں سناٹا چھا
گیا تھا۔ عورتیں رشک اور حسد سے ماریا کو دیکھ رہی تھیں۔ مرد اسے
توصیفی نظروں سے گھور رہے تھے۔ ماریا کے زیورات میں لگے ہوئے
ہیروں کی جگمگاہٹ قابلِ دید تھی۔ لیو حیرت سے آنکھیں
پھاڑے ماریا کے بیش قیمت زیورات کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بغور ماریا
ماریا کے ایک ایک زیور کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ میگی کو ماریا کی طرف
متوجہ کر کے کہہ رہا تھا "اس عورت کو دیکھ رہی ہو! میرے خدایا!
اس نے لاکھوں کے زیور پہن رکھے ہیں۔ ہیروں کا نیکلس کم از کم
دس لاکھ ڈالر کا ہوگا۔ اور وہ کنگن پندرہ لاکھ ڈالر سے کم کے نہیں
ہوں گے، اور وہ ایئر رنگ! میرے انتہائی محتاط اندازے کے
مطابق اس عورت نے تیس لاکھ ڈالر کے زیورات پہن رکھے ہیں۔"
میگی توجہ سے لیو کی بات نہیں سن رہی تھی۔ اس کا دھیان
لذیذ ترین کھانے کی طرف تھا۔ اتنا اچھا کھانا اسے زندگی میں
پہلی مرتبہ نصیب ہوا تھا اور وہ اس کے ساتھ پورا انصاف کرنا
چاہتی تھی۔

ریستوران کا ادھیڑ عمر منتظم ان کے قریب پہنچا تو لیو نے
اس شاندار جوڑے کے بارے میں پوچھ لیا۔ منتظم نے تفصیل سے
ولبر اور ماریا کا تعارف کرایا اور دوسری میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ دونوں ہنی مون منا رہے ہیں اور اگلے دس
روز ان کا قیام یہیں رہے گا۔

لیو کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے ان دونوں کے بارے میں
سوچ رہا تھا۔ اپنی یادداشت کے خانے میں انہیں ٹٹول رہا تھا۔
اور پھر اسے یاد آ گیا کہ ولبر ٹیکساس کے ایک پٹرول کے تاجر
سلاس کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ماریا نے بہو ہونے کے ناتے تیس لاکھ
کے زیورات پہن رکھے تھے تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔

لیو نے اپنی تھوڑی کھجائی اور زیورات کے بارے میں سوچنے
لگا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اگر وہ زیورات کسی طرح اُن
کے ہاتھ آ جائیں تو ہوٹل کی تجوری صاف کرنے کی ضرورت ہی
پیش نہیں آئے گی۔ اس وقت تو تجوری میں جھاڑو پھیرنے کا کام
یقینی معلوم ہوتا تھا لیکن اب لیو اس بارے میں پریقین نہیں تھا۔
تجوری کا مال اڑانے سے کہیں زیادہ آسان اس فیشن زدہ کرڈیتی عورت
کے زیورات پر ہاتھ صاف کرنا تھا۔

لیو نے پھر چمکتے دمکتے زیورات پر نظریں جما دیں۔ اس کے
دل میں لاکھوں ڈالر کے ہیرے حاصل کرنے کی خواہش بڑی شدت سے
ابھری۔ وہ اس بارے میں ایڈ سے بات کرنا چاہتا تھا مگر اس سے
بھی پہلے یہ پتہ لگانا تھا کہ یہ امیر جوڑا کون سے فلیٹ میں رہائش پذیر
ہے اور یہ عورت ہوٹل کی تجوری بھی استعمال کرتی ہے یا نہیں۔ بہت
سی امیر، لاپروا اور غیر ذمے دار عورتیں اتنی زحمت گوارا نہیں کرتیں۔
خصوصاً ہسپانوی طبیعت کی عورتیں ایسے جھمیلوں سے کتراتی ہیں۔ وہ
اس بات پر پختہ یقین رکھتی ہیں کہ زیورات ان کے کمروں میں
اتنے ہی محفوظ ہیں جتنے ہوٹل کی تجوری میں۔ لیو نے بغور ماریا کا جائزہ
لیا تھا۔ اور وہ اسے بے چین طبیعت کی انتہائی لاپروا اور بگڑی
ہوئی عورت لگی تھی۔

لیو تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اس نے میگی کو چلنے کا اشارہ کیا۔
میگی کا دل اٹھنے کو نہیں چاہ رہا تھا مگر لیو کے سرد رویّے کو دیکھ کر
اسے صدائے احتجاج بلند کرنے کی ہمت نہیں پڑی۔ چپ چاپ
نشست سے اٹھ کے میگی نے لیو کی پہیوں والی کرسی کو سنبھال لیا۔
میگی کو کرسی دھکیلتے دیکھ کے خوش پوش مینیجر آگے بڑھا اور ادب سے
اپنی خدمات پیش کیں۔ اور لیو نے ایک عمر رسیدہ چڑچڑے
شخص کی اداکاری کرتے ہوئے اسے بُری طرح جھڑک دیا۔

کمرے میں پہنچتے ہی وہ پہیوں والی کرسی سے اُترا۔ اپنے لیے
ایک جام بنایا اور ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ کے ہلکی ہلکی چسکیاں
لینے لگا۔ گلاس خالی کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔ اور میگی سے
بولا "عمل کا وقت آ پہنچا ہے میری جان! نرس کی بیزار کن وردی
اتارو اور بھڑک دار لباس پہن کر معلومات حاصل کرنا شروع کر دو۔
مائک کو بلاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

دس منٹ بعد میگی لیو کی ہدایت کے مطابق جدید تراش
کے چست اور مختصر لباس میں بجلیاں گراتی آ پہنچی۔

اگلے بیس منٹ لیو انتظار کرتے ہوئے سوچتا رہا۔ پھر
مائک ڈرائیور کی وردی میں ملبوس آ پہنچا۔ لیو نے بغور اس کا جائزہ
لیا۔ یہ شخص ان کی دنیا کا نہیں تھا۔ وہ کسرتی بدن کا مستعد فوجی
افسر تھا اور لیو کو تعجب ہو رہا تھا کہ اس نے اپنی لائن سے باہر
کے آدمی سے سمجھوتہ کیسے کر لیا۔ اصولی طور پر تو لیو کو اسے دیکھتے
ہی انکار کر دینا چاہیے تھا۔ لیو نے گہرا سانس لیا اور بولا۔ "آؤ
مائک اپنے لیے ایک جام بنا لو۔"

"شکریہ لیو! میں نہیں پیوں گا۔" مائک نے آہستگی سے
دروازہ بند کر دیا اور لیو کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ "میگی
نے بتایا تھا کہ تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔"

"پہلے تو یہ بتاؤ کہ ہوٹل کیسا ہے؟" لیو نے پوچھا۔

"اچھا ہے۔ عملے کو اچھی سہولتیں دی گئی ہیں۔ پارک کے اختتام
پر مہمانوں کے ملازمین کے لیے ایک عمدہ ریستوران بنایا گیا ہے۔
کھانا اچھا ملتا ہے۔ میں ابھی وہیں سے کھانا کھا کے آ رہا ہوں۔ میں
ایک محافظ کے برابر بیٹھا تھا جس کی تھوڑی دیر پہلے ہی ڈیوٹی ختم

ہوئی تھی۔ اس نے تاڑ لیا کہ میں فوج میں رہ چکا ہوں۔ اس کا نام ڈلیوڈ ہے اور میری طرح وہ بھی فوج میں سارجنٹ رہ چکا ہے۔ بہت ہی باتونی تھا وہ۔ میں ریستوران پہنچا تو دوسرا محافظ کھانا پی کے رخصت ہو رہا تھا۔ وہ ڈلیوڈ سے عمر میں بڑا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دونوں میں ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے۔ ڈلیوڈ کو مجھ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی تھی۔ اور اسی کے نتیجے میں وہ مستقل میرا دماغ کھاتا رہا۔"

"بہت خوب۔" لیو نے مسکرا کے کہا۔ "وہ تمھارا جتنا دماغ کھاتا ہے، کھانے دو۔ اسے بولنے دو۔ اس کا بولتے رہنا ہی تمھارے لیے اچھا ہے۔ میں ایک جوڑے کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ میں ولبر اور ماریا کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ماریا بہت بھاری اور بیش قیمت ہیروں کے زیورات پہنے ہوئے تھی۔ یہ پتہ کرو کہ سونے سے پہلے وہ اپنے زیورات ہوٹل کی بڑی تجوری میں رکھنے کے لیے محافظوں کے حوالے کرتی ہے یا نہیں۔ عجلت کی ضرورت نہیں ہے مانک! ہمارے پاس دو تین روز ہیں۔ بس تم اس باتونی محافظ کو بولنے دو۔ اسے بولنے کے لیے اکساتے رہو۔ وہ خود ہی سب کچھ اگل دے گا۔ محافظ کو یہ ظاہر کر دینا کہ تمھارے باس کے ولبر اور ماریا سے اچھے خاصے مراسم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہوٹل کے دونوں جاسوسوں کو بھی جانچتے رہو۔ ان پر گہری نظر رکھو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ پکے خبیث ہیں، اپنے کام میں انتہائی ماہر اور مستعد ہیں۔"

مانک نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے سینے میں پھر درد ہونے لگا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ یہ درد شدید تر ہو رہا تھا۔ اس نے بمشکل تمام اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ڈلیوڈ نے رات گئے مجھ سے ملنے کے لیے کہا ہے۔ میں اسے آج ہی الاٹن پر لگا دوں گا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور چہرے پر کرب اور تکلیف کے آثار آنے سے روکتے ہوئے بولا۔ "میں ذرا تازہ ہوا میں سانس لینے جا رہا ہوں، شب بخیر۔"

لیو اسے رخصت ہوتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسے اچانک ہی بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ اس لمبے چوڑے شخص میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ تھی۔ اس کی آنکھوں کے گرد پڑے ہوئے سیاہ حلقے بلاوجہ نہیں تھے۔ بغیر کسی سبب کے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرات نہیں جھلملا رہے تھے۔ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی۔ ممکن ہے اسے معمولی سا بخار آ رہا ہو۔ اسے معلوم تھا کہ مانک ویت نام میں رہا تھا۔ ضرور کوئی چھوٹی سی بات تھی۔ ایک آدھ روز میں وہ ضرور ٹھیک ہو جائے گا۔

لیو سر کا پچھلا حصہ کھجاتے ہوئے مانک کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اس کی توجہ ماریا کے ہیروں کے قیمتی زیورات کی طرف مبذول ہو گئی۔ وہ ان کو حاصل کرنے کی کوئی معقول تدبیر سوچنے لگا۔

*

فنٹوش نے آہستگی سے کیبن کا دروازہ بند کر دیا اور دبے قدموں اس جگہ پہنچ گیا جہاں رابرٹو چھپا بیٹھا تھا۔ رابرٹو باہر نکلا تو خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کے کپڑے پسینے میں شرابور ہو رہے تھے اور چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ "کیا ہوا فنٹوش؟"

"میں نے انہیں ٹرخا دیا ہے۔" فنٹوش نے کہا۔ "وہ عارضی طور پر ٹل گئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ ضرور آئیں گے۔ یہ بتاؤ تم تیرنا جانتے ہو؟"

رابرٹو کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ گڑبڑا کر بولا۔ "تیرنا؟ ہاں میں تیر سکتا ہوں۔"

"ممکن ہے تمھیں تیرنا پڑے۔ وہ پولیس والا بہت خبیث ہے۔ میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔" یہ کہہ کر فنٹوش نے لائٹ آف کر دی۔ اور ایک سائے کی طرح دروازہ کھول کے کیبن سے باہر چلا گیا۔ نیم تاریکی میں اس نے سامنے جیٹی کی طرف دیکھا۔ بڑے سے چبوترے پر ایک پولیس افسر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔

وہ ٹام کا ساتھی میکس تھا۔ اس کی نظریں مستقل فنٹوش کی کشتی پر مرکوز تھیں۔ فنٹوش اس کی نظروں میں آئے بغیر اسے دیکھتا رہا پھر کیبن میں واپس آ گیا۔ اس نے رابرٹو کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم چلنے کی تیاری کرو میرے دوست! تمھارے سمندر میں کودنے کا وقت آ گیا ہے۔ ایک گھنٹے میں تلاشی کا وارنٹ لے کے وہ لوگ آ جائیں گے اور تمھارے لیے کشتی کا کونا کونا چھان ماریں گے۔"

"مگر میں تیر کے کہاں جاؤں گا؟" رابرٹو نے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔

"تمھیں زیادہ دور تک نہیں تیرنا پڑے گا۔ بندرگاہ کی سمت تیسری کشتی تک تمھیں جانا ہوگا۔ کشتی کا مالک میرا بہترین دوست ہے۔ اس سے کہنا کہ میں نے تمھیں بھیجا ہے۔ پھر میرے کیبن میں اندھیرا ہوتے ہی تم واپس آ جانا۔ مجھے یقین ہے کہ تمھیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔"

ادھر ٹام کا فون ملتے ہی فریڈ نے ڈیڑھ گھنٹے میں تلاشی کا وارنٹ حاصل کیا اور ہیڈ کوارٹر کے چار افسروں کو فنٹوش کی کشتی کی طرف روانہ کر دیا۔ فنٹوش کا اندازہ درست ثابت ہوا۔

پولیس والوں نے پوری کشتی کو کھنگال دیا اور مایوس اور نامراد واپس چلے گئے۔ رابرٹو اس وقت کشتی پر موجود ہوتا تو اس کی گرفتاری یقینی تھی۔

فنٹوش کشتی کے عرشے پر کھڑا پولیس والوں کو جاتے دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ اُن کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی فنٹوش کیبن میں داخل ہوا اور لائٹ بجھا دی۔

آدھے گھنٹے بعد رابرٹو واپس کشتی پر آ گیا۔ اس کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے اور وہ اب بھی خوف سے کپکپا رہا تھا۔

فنٹوش نے اطمینان سے پیر پھیلاتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ اب ہمیں پریشان نہیں کریں گے۔ تم خشک کپڑے پہن لو اور سو جاؤ۔"

*

ہوٹل روز کے وسیع و عریض شاندار باورچی خانے میں سرگرمیاں بتدریج ماند پڑتی چلی گئی تھیں۔ بڑا باورچی اور اس کا نائب گھر جا چکے تھے۔ رہے سہے مہمانوں کو بھی کھانا دیا جا چکا تھا۔ صرف تیسرا باورچی رہ گیا تھا تاکہ نائٹ کلبوں اور جوئے خانوں سے واپس آنے والے چند مہمانوں کو کھانے پینے کی ہلکی پھلکی چیزیں تیار کر کے دے سکے۔ اس کی ڈیوٹی صبح ساڑھے پانچ بجے ختم ہوتی تھی۔

ڈیڑھ بجے برتن دھونے اور صفائی کرنے والے باورچی خانے کو آئینے کی طرح چمکا کے جا چکے تھے۔ صرف تیسرا باورچی اور دو ویٹر انتہائی تاخیر سے آنے والے مہمانوں کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے۔

تیسرا باورچی پینتیس سالہ سیاہی مائل بھاری جسم کا ڈینی تھا۔ دو برس قبل ہوٹل کے مالک جیان نے چار گنا زائد تنخواہ پر ڈینی کو پیرس کے ایک بڑے ریستوران سے توڑ لیا تھا۔ یہاں کی ڈیوٹی سخت تھی مگر تنخواہ اور مراعات اتنی تھیں کہ وہ ہنسی خوشی یہاں کام کر رہا تھا۔ پھر یہاں ترقی کے امکانات بھی روشن تھے۔ کام بھی زیادہ نہیں تھا۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت بڑے باورچی کے دفتر میں کھانے پکانے کی کتابیں پڑھنے اور پیرس میں اپنے ذاتی ریستوران کی منصوبہ بندی میں گزارتا تھا۔ کبھی کبھار فون کی گھنٹی بجتی اور وہ آرڈر نوٹ کر کے باورچی خانے کی طرف دوڑ پڑتا تھا۔

اس وقت بھی وہ بڑے باورچی کے دفتر میں بیٹھا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا۔ دونوں ویٹر یہاں سے خاصی دور ایک کمرے میں بیٹھے اونگھ رہے تھے۔

ڈھائی بجے انیتا ننگے پاؤں ایک روح کی مانند بے آواز چلتی ہوئی باورچی خانے میں داخل ہوئی۔ دروازہ بند کر کے وہ چند لمحے ساکت کھڑی سن گن لیتی رہی۔

شام کے فرائض ادا کر کے انیتا ہوٹل کے تہہ خانے میں واقع عورتوں کے غسل خانے میں چھپ گئی تھی۔ غسل خانے سے دس گز دور سیڑھیاں تھیں۔ یہی راستہ باورچی خانے کو جاتا تھا۔ غسل خانے کے ایک چھوٹے کمرے میں وہ فرش پر اکڑوں بیٹھی انتظار کرتی رہی تھی۔ یہ بے آرام انتظار انتہائی تکلیف دہ اور اذیت ناک ثابت ہوا تھا۔ عام حالات میں ہزاروں ڈالرز کے عوض بھی وہ یہ انتظار نہ کرتی مگر اپنے جانی پیڈرو کے لیے وہ اس سے بھی بڑی تکلیف سہہ سکتی تھی۔ ہوٹل کے جاسوس اسکاٹ نے انیتا کو بے حد خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ سابق پولیس افسر اپنے فرائض ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مستعدی سے ادا کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی ہوٹل کی بے قاعدگیوں اور گھپلوں کو روک دیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہوٹل کے تقریباً تمام ملازمین اس سے شدید نفرت کرتے تھے۔ اسکاٹ عام جاسوسوں کی طرح سگریٹ پیتے ہوئے کسی گڑبڑ کا انتظار نہیں کرتا تھا۔ رات میں وہ راہداریوں، ریستورانوں اور باورچی خانے کے مختلف شعبوں میں چکراتا پھرتا تھا۔

انیتا ساکت و صامت کھڑی باورچی خانے کے بڑے ہال نما کمرے میں رکھی ہوئی مختلف چیزوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔ بم چھپانے کی مناسب جگہ کون سی ہو سکتی ہے؟ یہ سوال انیتا کے ذہن میں مستقل گردش کر رہا تھا۔ اس سوال کو ذہن میں لیے وہ دروازے سے پشت ٹکائے بنظرِ غائر تمام چیزوں کا جائزہ لیتی رہی۔ کوئی بھی جگہ اسے اپنے مقصد کے لیے محفوظ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں دوسرے کمرے میں پہنچ گئی جہاں اشیائے خورونوش رکھی تھیں۔ یہ کمرہ انیتا کو زیادہ موزوں دکھائی دے رہا تھا۔ یہاں بم کے لیے محفوظ اور خفیہ جگہ مل سکتی تھی۔ پھر اس کی نظر ایک بڑے ڈرم پر پڑی جس پر سرخ رنگ سے "آٹا" لکھا ہوا تھا۔ انیتا نے ڈرم کا ڈھکنا اٹھایا اور آٹے کی سپید سطح کو گھورتے ہوئے سوچتی رہی اور پھر اُس نے قدموں کی چاپ سنی۔ اس کا دل جیسے اچھل کے حلق میں آ گیا۔ کوئی بڑے کمرے سے اس اسٹور روم کی طرف آ رہا تھا۔

انیتا نے جلدی سے ڈھکن رکھ دیا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ وہ چھپنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کر رہی تھی مگر ایسی کوئی بھی جگہ نہیں تھی جہاں وہ آنے والے کی نظروں میں آئے بغیر رہ سکتی۔ کہیں اسکاٹ تو نہیں آ گیا؟ یہ سوال انیتا کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا۔ پھر اس کا دھیان پیڈرو کی طرف گیا۔ اگر اسکاٹ نے اسے یہاں دیکھ لیا تو اسے لازماً نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ وہ اسے چوری کے الزام میں بھی گرفتار کروا سکتا تھا۔ پھر پیڈرو کو بچانے کی کوئی راہ نہیں رہے گی

انیتا نے دل کڑا کیا اور اسٹور روم کے دروازے کی طرف بڑھی اور پھر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس کے سامنے ڈینی کھڑا تھا۔

"انیتا! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ڈینی نے پوچھا۔

انیتا بمشکل تمام مسکرائی اور اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی: "میں تمہیں تلاش کر رہی تھی۔"

ڈینی پلکیں جھپکائے بغیر بڑی بڑی سیاہ آنکھوں اور گداز جسم کی مالک انیتا کو دیکھتا رہا۔ ایک عرصے سے ڈینی کی اس پر نظر تھی۔ وہ اسے پھانسنا چاہتا تھا اور چارے کے طور پر اکثر اسے بچا کھچا کھانا دے دیا کرتا تھا۔ ڈینی اس دلکش لڑکی کی قربت کے سپنے دیکھتا رہا تھا اور اب رات کے ڈھائی بجے وہ اس کے رنگین سپنوں کی تعبیر کی صورت میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

یہ اس کی خوش بختی تھی کہ وہ اسے تلاش کر رہی تھی۔ جذبات نے ڈینی کی عقل پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اس نے یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ وہ رات کے اس پہر ہوٹل میں کیا کر رہی ہے وہ تو بس اپنے انیتا اور بڑے باورچی کے دفتر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

ڈینی نے انیتا کے دونوں بازو تھام لیے، چند لمحے وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

انیتا نے ڈینی کے غلیظ اور ناپاک لمس کو محسوس کرتے ہی آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگی: "پیڈرو، میری جان! میں تمہاری امانت ہوں مگر میں یہ سب تمہارے لیے ہی کر رہی ہوں۔ مجھے معاف کرنا پیڈرو! میں مجبور ہوں تمہارے لیے صرف تمہارے لیے مجبور ہوں۔"

"آؤ، دفتر چلتے ہیں۔" ڈینی نے جذبات سے بوجھل آواز میں کہا: "وہاں کوئی بھی ہمیں ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"

انیتا کا بازو تھامے ڈینی بڑے باورچی کے دفتر کی طرف چل دیا۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے انیتا نے بم چھپانے کے لیے آٹے کے ڈرم کو استعمال کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اب اسے کسی نہ کسی طرح ڈینی سے پیچھا چھڑانا تھا۔ وہ دل ہی دل میں خدا سے اپنی عصمت کی حفاظت کی دعائیں مانگنے لگی۔

خدا نے انیتا کی سن ہی لی۔ وہ ڈینی کے ساتھ بڑے باورچی کے دفتر میں داخل ہوئی ہی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

ڈینی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہتھوڑا مار دیا ہو۔ وہ یکایک جیسے ہوش میں آ گیا۔ اسے اپنی حماقت کا احساس ہو گیا۔ اس معمولی عورت کی قربت کی خاطر وہ اپنے مستقبل کو داؤ پر لگا رہا تھا۔ وہ انیتا کو دیکھنے لگا جواب اسے بہت بری لگ رہی تھی۔

ڈینی نے ریسیور اٹھا کے کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف کسی بدمزاج مہمان نے اسے کھانے کا آرڈر دیا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ ڈینی نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے انیتا سے بولا: "بھاگ جاؤ یہاں سے، جلدی سے دفع ہو جاؤ۔"

انیتا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوئی دفتر سے نکل گئی۔ اور طویل راہداری کی طرف بڑھنے لگی جو مہمانوں کے ملازمین کے لیے بنائے گئے ریستوران تک جاتی تھی۔ وہ جوتے ہاتھ میں لیے ہوٹل سے باہر نکلنے کے مختصر راستے پر دوڑ رہی تھی۔

٭

دو روز گزر گئے۔

ان دو دنوں میں پولیس نے رابرٹو کی تلاش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ وہ واقعی کیوبا پہنچ چکا ہے۔

ادھر پیڈرو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں بدستور بے ہوش پڑا تھا۔ ایک بیزار پولیس افسر مستقل اس کے سرہانے کے قریب بیٹھا رہتا تھا۔

اس دوران میں انیتا نے فنٹوش سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ وہ ہوٹل میں اپنے فرائض معمول کے مطابق ادا کرتی رہی تھی۔ فنٹوش نے انیتا کو اس کی کشتی سے دور رہنے کی سختی سے ہدایت کی تھی۔ وہ گزشتہ شام ہی بندرگاہ کے علاقے میں ایک سستے ریستوران میں ملے تھے۔ اس نے فنٹوش کو بم آٹے کے ڈرم میں چھپانے کی تجویز سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور فنٹوش نے چند لمحے سوچنے سمجھنے کے بعد اس کی تجویز قبول کر لی تھی۔ دونوں بم اب تک نہیں پہنچے تھے۔ فنٹوش کے دوست نے وعدہ کیا تھا کہ ایک آدھ روز میں بم اس کی کشتی پر پہنچا دیے جائیں گے۔ فنٹوش نے انیتا کو اس کے شوہر کے تحفظ کا بھرپور یقین دلایا تھا۔

ان دو دنوں میں میگی اور مائک لیو کی مطلوبہ معلومات حاصل کرنے میں کسی حد تک کامیاب رہے تھے۔ اور لیو نے اپنے پارٹنر ایڈ سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا جو شہر کے دوسرے بڑے ہوٹل بیل ویو میں رہائش پذیر تھا۔

ملاقات کا اہتمام ہو گیا۔ ایڈ نے ساحل کے قریب ایک مہنگے ریستوران میں میز محفوظ کرائی تھی۔

لیو نے میک اپ اتارا، جدید تراش کا نیلا سوٹ پہنا اور اطمینان سے ہوٹل روند سے باہر آ گیا۔ کسی نے اس پر توجہ نہیں

دی تھی۔ اس نے [illegible] لی اور مقررہ جگہ پر پہنچ گیا۔

ایڈ نے ایک گوشے کی میز محفوظ کرائی تھی۔ لیو ریستوران میں پہنچا تو وہ منہ بسورے کی چسکیاں لے رہا تھا۔

ویٹر کو آرڈر دیتے ہی ایڈ نے پوچھا "صورتحال کیا ہے؟"

"میگی اپنا جادو جگا رہی ہے۔ اس نے استقبالیہ کلرک کو نکیل ڈال دی ہے۔ مسئلہ ہوٹل کی تجوری کی جگہ معلوم کرنے کا ہے۔ میں نے میگی کو ہدایت کی ہے کہ عجلت سے کام نہ لے۔ وہ اُلو کا پٹھا استقبالیہ کلرک میگی کو تجوری کے بارے میں بتا ہی دے گا۔ ہمیں ہر قدم سوچ سمجھ کے اٹھانا ہے۔ ہمارا واسطہ انتہائی سخت اور مستعد لوگوں سے پڑا ہے۔ مائک بھی پیش قدمی کر رہا ہے۔ اس نے ایک محافظ سے دوستانہ مراسم استوار کر لیے ہیں۔ دوسرا محافظ اس کے قابو نہیں آسکتا۔ ہوٹل کے دونوں جاسوس ہیشہ ور اور گھاگ ہیں۔ مائک نے ان سے بھی رابطہ قائم کیا تھا۔ اس کی رائے ہے کہ ان دونوں سے بڑی ہوشیاری سے نمٹنا پڑے گا۔ خصوصاً رات والا جاسوس تو بے حد خطرناک ہے۔ لگتا ہے اس کے پورے جسم میں مستقل خارش رہتی ہے کسی ایک جگہ ٹک کر بیٹھتا ہی نہیں ہے۔"

ویٹر نے ان کی مطلوبہ چیزیں میز پر سجا دیں اور وہ دونوں کھانے لگے۔ ایڈ نے ایک بڑا نوالا نگل کر کہا "اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کچھ زیادہ پیش رفت نہیں کی ہے۔ اس منصوبے کے اخراجات میں ادا کر رہا ہوں۔ خدا کا خوف کرو لیو۔ میں نے تم لوگوں کو وہاں عیاشی کے لیے نہیں بھیجا۔ اس طرح تو میں دیوالیہ ہو جاؤں گا۔"

لیو نے بھنی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا چبا کر حلق سے اتارتے ہوئے کہا "میں جانتا ہوں ایڈ۔۔ وہ ہوٹل نہیں لوٹ مار کا اڈہ ہے۔ اور مزے کی بات یہ کہ لوگ ہنسی خوشی اور فخریہ وہاں لٹنے آتے ہیں مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے ایڈ۔"

"بکواس بند کرو۔" ایڈ نے درشتی سے کہا "یہ بتاؤ، تم نے کوئی کام کی بات بھی معلوم کی ہے یا نہیں؟"

"صبر کرو میری جان۔" لیو نے مسکرا کر کہا "ابھی بتاتا ہوں ٹیکساس کے مسٹر سلاس کے بارے میں کبھی کچھ سنا ہے؟"

"ٹیکساس کے تیل کے ارب پتی تاجر سلاس کو کون نہیں جانتا۔ اس خبیث کا ہمارے معاملے سے کیا تعلق ہے؟"

"سلاس کا بیٹا ولبر ایک حسین و جمیل لڑکی ماریا کے ساتھ ہوٹل روز میں ہنی مون منا رہا ہے۔ انھوں نے حال ہی میں شادی کی ہے۔ ماریا لاکھوں ڈالر مالیت کے ہیروں کے زیورات کی نمائش کرتی پھر رہی ہے۔"

ایڈ نے چمچ اور کانٹا جلدی سے پلیٹ میں رکھ دیا اور حیرت سے پوچھا "کیا واقعی وہ دونوں ہوٹل روز میں مقیم ہیں؟"

لیو نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایڈ نے پلیٹ ایک طرف سرکا دی۔ اس خبر نے اس کی بھوک اڑا دی تھی۔

"کیا تم یہ بات جانتے ہو لیو کہ کھلی مارکیٹ میں ان زیورات کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر ہے؟ میں نے سنا تھا کہ ماریا کے بے وقوف امیر باپ نے بیٹی کو شادی کے تحفے کے طور پر وہ زیورات لے کے دیے تھے اور تب سے ان زیورات پر میری نظر ہے۔ جوہری نے اسے دونوں ہاتھوں سے لوٹا تھا۔ ان زیورات میں انتہائی قیمتی ہیرے جڑے ہیں اور بوڑھے بیوقوف نے ان کی قیمت اسّی لاکھ ڈالر ادا کی تھی جب کہ ان کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ تم نے بڑی کام کی بات معلوم کی ہے لیو، آگے بتاؤ۔"

"اگلے دس روز اس جوڑے کا قیام ہوٹل روز میں رہے گا۔" لیو نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "میری بات غور سے سنو ایڈ! مجھے معلوم ہے کہ ہمارا بنیادی منصوبہ ہوٹل کی تجوری میں جھاڑو پھیرنے کا تھا اور اس کام میں ہمیں پچیس لاکھ ڈالر ہاتھ آئیں گے لیکن میں اب تک تجوری کا پتہ نہیں چلا سکا ہوں۔ یہ بات بھی طے ہے کہ ہوٹل کے محافظ اور جاسوس بہت سخت اور مستعد ہیں ان پر قابو پانا آسان نہیں ہے۔۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ ہم تجوری کو بھول جائیں اور ماریا کے بیش قیمت زیورات لے اڑیں۔۔؟"

"کہے جاؤ لیو، میں سن رہا ہوں۔" ایڈ نے کہا۔

"مائک کے انتخاب میں تم نے ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔" لیو نے کہا "اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ ایک بات اس میں اور ہے جو فوج کے بیشتر سابقہ آدمیوں میں ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے لیکن اس نے مجھے فکرمند بھی کر دیا ہے۔۔ میں مستقل ایک ہی بات سوچے جا رہا ہوں، اس جیسا شخص جرائم کی دنیا میں کیسے داخل ہو گیا؟ ایسی کیا بات ہے کہ وہ جرم کرنے پر آمادہ ہو گیا؟ اب تک اس سوال کا جواب میری سمجھ میں نہیں آسکا ہے۔"

ایڈ نے بے چینی سے پہلو بدل کے کہا "اس شخص کا کھڑاگ کیوں پھیلا رہے ہو؟ وہ ہمارا دردِ سر نہیں ہے۔ مائک کا بھائی تم سے بڑا اور تجربہ کار مجرم ہے۔ اسی نے مائک کی ضمانت لی ہے اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ تم پیچیدگیاں کیوں پیدا کر رہے ہو؟ کیا تم اس کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہو؟"

"نہیں تو۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، وہ ہر اعتبار سے موزوں ہے۔ اس میں ضرور کوئی ایسی بات ہے جو میرے ذہن کو الجھا رہی ہے۔ اس کی ایک اور بات بھی مجھے پریشان کر رہی ہے، وہ چہرے

اور رابرٹو ساکت و صامت فرش پر پڑے تھے۔ فنٹوش کے قریب پستول پڑا تھا۔ جسے انیتا نے اٹھا لیا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ پھر بات اس کی سمجھ میں آگئی کہ اس کی تباہی و بربادی کے ذمے دار رابرٹو اور فنٹوش اس کے رحم و کرم پر ہیں۔ اس نے بے رحمی سے رابرٹو کے منہ پر ٹھوکر مار دی۔ مگر وہ اسی طرح ساکت پڑا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے پستول پھینک دیا اور اپنا چاقو نکال کے اس کی تیز دھار پر انگلی پھیرنے لگی۔

انیتا نے فنٹوش پر نظر ڈالی جس نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔ اس نے جھک کے فنٹوش کی تلاشی لی اور وہ سیاہ بکس برآمد نہ ہو سکا جس سے بموں کو پھوڑا جا سکتا تھا اور ریموٹ فنٹوش کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ اس نے شدید نفرت سے اس کے منہ پر تھوک دیا اور چاقو اپنے لباس میں اڑس لیا۔ وہ فنٹوش کو گھسیٹتی ہوئی ٹیرس میں لے آئی۔ وہ واپس آئی تو اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا اور سانس پھولی ہوئی تھی۔ پھر وہ رابرٹو کے بھاری بھرکم وجود کو بمشکل تمام گھسیٹتی ہوئی ٹیرس میں لے گئی۔ پھر وہ ان خبیثوں سے تھوڑی دور کھڑی ہو گئی۔

انیتا نے چاقو نکالا اور گھٹنوں کے بل جھک گئی۔ اس نے فنٹوش کی بائیں آنکھ کی پلک اٹھائی اور چاقو اس کی آنکھ میں گھسا کے گھما دیا۔ دوسری آنکھ کا بھی اس نے وہی حشر کیا پھر وہ نفرت سے بولی۔ "تمہاری آنکھوں کا نور میں نے چھین لیا ہے اور اب کوئی بھی تمہارے پاس مدد حاصل کرنے نہیں آئے گا میری طرح تم کسی کو دھوکا نہیں دے سکو گے۔"

خون فنٹوش کی آنکھوں سے بہنے لگا اور انیتا گھٹنوں کے بل رابرٹو کے برابر بیٹھ گئی اور سرد لہجے میں بولی۔ "تمہارا جرم سب سے بڑا ہے کمینے! تم نہ ہوتے تو آج میرا پیڈرو زندہ ہوتا۔"

انیتا نے چاقو دونوں ہاتھوں میں تھام کے بلند کیا اور پوری قوت سے رابرٹو کی پشت میں بھونک دیا۔

پو پھٹنے پر انیتا اٹھ کھڑی ہوئی۔ غسل خانے میں جا کے اس نے اپنے خون آلود ہاتھ دھوئے اور پھر چاقو بھی دھو لیا اس کا انتقام ابھی پورا نہیں ہوا تھا۔ ابھی تو وہ سارجنٹ ٹام باقی تھا۔ جس نے پیڈرو کو گولی مار دی تھی مگر وہ کہاں ملے گا؟ وہ اسے کس طرح تلاش کرے گی؟ وہ ڈرائنگ روم میں آگئی اور سارجنٹ ٹام کے گھر کا نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری میں دیکھنے لگی۔ پانچ منٹ میں اس نے ٹام کے گھر کا نمبر ڈھونڈ لیا۔ ساتھ ہی اس کے گھر کا پتہ بھی تھا۔ جسے انیتا نے ذہن نشین کر لیا۔ سارجنٹ ٹام کو ہلاک کرنا آسان نہیں تھا۔ اس نے چاقو پھینک کے رابرٹو کا پستول اٹھا لیا۔ ٹام نے اس کے شوہر کو گولی ماری تھی اور انیتا اس گولی کا جواب گولی سے دینا چاہتی تھی۔

٭

ساڑھے سات بجے سارجنٹ ٹام اپنی حسین و جمیل اور سلیقہ مند بیوی کے ساتھ باورچی خانے میں چھوٹی میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا کہ اطلاعی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹام نے کیرول کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا اور وہ برا سا منہ بنا کے اٹھ گئی، راہداری سے ہو کے وہ صدر دروازے پر پہنچ گئی۔ دروازہ کھولتے ہی اسے حیرت کا دھچکا لگا۔ کیوبا کی ایک نوجوان عورت اسے گھور رہی تھی۔ اس کے چہرے پر وحشت تھی۔

یہ انیتا تھی۔ دایاں ہاتھ اس نے پشت کے پیچھے کر رکھا تھا۔ جس میں پستول دبا ہوا تھا۔ وہ دھیمی آواز میں بولی۔ "میں سارجنٹ ٹام سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"میں ان کی بیوی ہوں۔" کیرول نے مسکرا کے کہا۔ "وہ ناشتہ کر رہے ہیں۔ دس پندرہ منٹ بعد آپ ان سے مل سکیں گی۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

انیتا اس خوبصورت عورت کو بغور دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اگر میں نے اس کے شوہر کو ہلاک کر دیا تو یہ بھی میری طرح اجڑ جائے گی۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔ "مجھے انیتا پیڈرو کہتے ہیں۔ سارجنٹ ٹام میرے شوہر کے بارے میں مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے۔"

"آپ کو پولیس ہیڈ کوارٹر جانا چاہیئے تھا۔" کیرول نے کہا۔ "ٹھہریئے میں ان سے پوچھتی ہوں۔"

کیرول باورچی خانے میں پہنچی اور اسے انیتا کے بارے میں بتایا۔ ٹام کرسی سے اچھلا، کیرول کو ایک طرف دھکیلا اور راہداری کی طرف دوڑ پڑا۔ انیتا صدر دروازے سے دو قدم دور کھڑی تھی۔

"تم سارجنٹ ٹام ہو؟" انیتا نے پوچھا۔

ٹام نے انیتا کی سیاہ چمکدار آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور اسی لمحے ایک سرد سی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کر گئی۔ اس کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی۔

انیتا نے ٹام پر اپنے شوہر کے قتل کا الزام لگاتے ہوئے پستول اس کے سینے کی طرف کر دیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹام لڑکھڑایا اور زمین پر گر گیا۔ انیتا نے اس پر تین مزید فائر کیے اور پلٹ کر بھاگنے لگی۔

کیرول نے گولی چلنے کی آواز سنی اور ٹام کو گرتے دیکھا تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں

پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور دوڑ کر ٹام کے قریب پہنچ گئی۔ اور اسی لمحے ٹام اٹھ بیٹھا۔

"میں تو سمجھی تھی کہ تم مر گئے ہو!" کیرول نے حیرت سے کہا

"میں بھی یہی سمجھا تھا۔" ٹام نے اپنے سینے اور پہلو کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

ٹام کھڑا ہوا اور اس طرف دوڑنے لگا جہاں انیتا گئی تھی۔ کیرول اسے منع کرتی رہ گئی مگر اس نے ایک نہیں سنی اور پوری قوت سے دوڑتا رہا۔ اس نے پلٹ کر کیرول کو کیپٹن فریڈ کو فون کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ پاگل عورت زیادہ دور نہیں گئی ہوگی۔ دوسری گلی کے وسط میں ٹام کی مڈبھیڑ ہاکر ٹیڈ سے ہو گئی۔ ٹام کے استفسار پر ٹیڈ نے بتایا کہ دیوانی عورت چوتھی گلی کے گرجا میں گئی ہے۔

دس منٹ میں ٹام گرجا گھر پہنچ گیا۔ اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ٹام کی نظر پولیس کی گشتی کار پر پڑی اور وہ زور زور سے ہاتھ ہلانے لگا۔ کار رک گئی اور اس میں سے دو مسلح پولیس افسر نکل کے ٹام کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے ایک اور پولیس کار سائرن بجاتی پہنچ گئی۔ کار کے رکتے ہی میکس چیت لگا کے اترا اور ٹام کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے چھوٹتے ہی پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"انیتا پیڈرو کا ذہنی توازن بگڑ چکا ہے۔" ٹام نے جواب دیا۔ "اس نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن پستول میں خالی کارتوس بھرے ہوئے تھے۔ وہ گرجا کے اندر ہے۔"

مسلح پولیس والوں نے گرجا کو دو طرف سے گھیر رکھا تھا ٹام گرجا میں بے دھڑک داخل ہو گیا۔ میکس اس کے پیچھے تھا۔ گرجا کے سرے پر موم بتیاں جل رہی تھیں اور وہیں فرش پر انیتا خون میں لت پت پڑی تھی۔ ایک چاقو دستے تک اس کے سینے میں دھنسا ہوا تھا۔

*

دلبر نے آنکھیں کھول دیں اور پلکیں جھپکاتے ہوئے ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے سر کو دو تین جھٹکے دیئے پھر برابر میں لیٹی ہوئی ماریا کو دیکھنے لگا جو بیدار ہو رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں اور دونوں ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا دلبر؟ وہ لوگ چلے گئے؟" ماریا نے پوچھا۔

"ہمیں خواب آور دوا دی گئی تھی۔" دلبر نے کہا۔ "میرا خیال ہے وہ لوگ جا چکے ہیں۔"

"مجھے تو یہ سب ایک بھیانک خواب لگتا ہے۔" ماریا گلے کو ملتے ہوئے بولی اور پھر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ "اف خدایا! وہ لوگ میرے زیورات لے اڑے ہیں!" ماریا صوفے سے کھڑی ہو گئی۔

"ماریا!" دلبر نے چلا کے کہا۔ "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سکون سے بیٹھ جاؤ۔"

"مگر میرے زیورات! ڈیڈی کیا کہیں گے؟ وہ لوگ میرے لاکھوں کے زیورات لے گئے ہیں!"

"تمہارے زیورات محفوظ ہیں۔" دلبر نے مسکرا کے کہا۔ "یہ چیخنا چلانا بند کرو!"

"کہاں ہیں میرے زیورات؟"

"تجوری میں محفوظ ہیں۔"

"پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟ زیورات تجوری میں کیسے پہنچ گئے؟"

"ماریا، تم نقلی زیورات پہنے ہوئے تھیں۔ میں نے تمہارے ڈیڈی سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اصلی زیورات بہت کم پہنایا کروں گا اور تم ضد کرو گی تو بالکل ویسے ہی نقلی زیورات تمہیں پہننے کے لیے دے دوں گا۔"

"نقلی زیورات؟ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"جب تمہارے ڈیڈی نے تمہیں یہ زیورات دیئے تھے تو انہوں نے مجھے علیحدگی میں لے جا کے بتایا تھا کہ ان زیورات کے ہوبہو نقلی زیورات ہانگ کانگ سے بنوائے ہیں اور کوئی ماہر ہی ان میں امتیاز کر سکتا ہے۔"

"اف خدایا! یہ تم کیا کہہ رہے ہو دلبر!"

دلبر نے تجوری سے چمڑے کا ایک تھیلا نکالا اور اسے کھول کے زیورات ماریا کے قدموں میں ڈال دیئے۔ ماریا آنکھیں پھاڑے چمکتے دمکتے اصلی زیورات کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ دلبر سے لپٹ کے بولی۔ "مجھے افسوس ہے دلبر۔ میں آئندہ زیورات پہننے کے لیے ضد نہیں کروں گی۔"

"اب تم آرام کرو، مجھے پولیس کو طلب کرنا پڑے گا۔"

دلبر یہ کہہ کے فون کے پاس پہنچ گیا۔ ریسیور اٹھا کے اس نے نمبر ڈائل کیا اور مسکراتے ہوئے ماریا کو دیکھنے لگا جو رقص کے سے انداز میں ٹیرس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

آپریٹر سے دلبر کا رابطہ قائم ہی ہوا تھا کہ ٹیرس سے ماریا کی دل دہلا دینے والی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ ماریا نے ٹیرس میں فنٹوش اور رابرٹو کی کٹی ہوئی لاشیں دیکھ لی تھیں۔